بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان

— تالیف —

غزالی زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مع حاشیہ

تنزیہ الغفار عن تکذیب الاشرار

— از قلم —

علامہ مفتی محمد غلام سرور قادری

مکتبہ فریدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن اصدق من اللہ حدیثا

میثم قادری

تسبیح الرحمٰن

عن

الکذب والنقصان

تالیف

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی امروہی

مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور

مع حاشیہ

موسوم بہ "تنزیہ الغفار عن تکذیب الاشرار"

از رشحات قلم - جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مفتی محمد غلام سرور قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

ناشر

مکتبہ فریدیہ - جناح روڈ - ساہیوال

ہدیہ: [illegible] روپے صرف

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
انتساب	5
پیش لفظ	۶-۷
خطبہ آغاز	۸
عرض مؤلف	۸
فرقہ وہابیہ	۸
کلام الٰہی میں مسلمانوں کا عقیدہ	۹
کلام لفظی و نفسی	"
فرقہ امکانیہ کو زبردست مغالطہ	۱۰
خلف وعد و خلف وعید میں فرق	"
فرقہ امکانیہ	"
خلف وعد کا وعید پر قیاس باطل ہے	۱۱
خلف وعید اور عفو میں نسبت	"
فرقہ وہابیہ سے ایک سوال	۱۲
متکلمین جس خلف کے قائل ہیں وہ حقیقت میں خلف نہیں۔	"
بعض متکلمین جس خلف وعید کے قائل ہیں اس کی بحث نفیس۔	"
استحالہ کذب باری تعالےٰ پر عبارات علماء	۱۴
جواز خلف وعید بمعنی عفو میں تمام اہل سنت متفق ہیں	"
عبارت قاضی بیضاوی	۱۵

عبارات امام رازی ۱۵
امکان کذب کا قول قریب کفر ہے ۱۵
عبارت علامہ علاؤ الدین بغدادی ۱۶
امتناع کذب باری تعالےٰ پر تمام عقلاء کا اجماع "
ازالۂ شبہ "
تکلیف مالایطاق سے امکان کذب کا رد بلیغ ۱۷
اشاعرہ اور ماتریدیہ کون ہیں ؟ "
تکلیف مالایطاق کے مانعین کے جواب سے امکان کذب کا رد عظیم ۱۹
تکلیف مالایطاق کی قسمیں "
علت تامہ اور عقل اوّل ۲۰
عبارات علماء متکلمین ۲۱
متکلمین کون ہیں ؟ "
کبھی لفظ اشاعرہ، اشعریہ و ماتریدیہ دونوں کو شامل ہوتا ہے ۲۲
ممتنع بالغیر ۲۳
استحالہ کذب باری تعالیٰ پر عقلی دلائل ۲۴
محال کی قسمیں اور کونسا محال تحت قدرت نہیں "
دلیل اوّل ۲۵
حوادث کا خدا تعالےٰ سے قیام محال ہے "
دلیل اوّل کی شق ثانی کی تفصیل "
دلیل دوئم ۲۶
خدا تعالیٰ اس صفت سے بھی پاک ہے جس میں نہ عیب ہو نہ کمال "

دلیل سوئم	۲۷
امکان کذب پر فریق مخالف کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب	〃
شئ کی بحث نفیس اور اس سے امکان کذب کا رد	〃
صفات باری تعالےٰ تحت قدرت باری تعالےٰ نہیں	۲۸
محققین خلف وعید کے قائل نہیں	۲۹
ایک شبہ کا ازالہ	〃
فریق مخالف کی دوسری دلیل اور اس کا رد	۳۰
جواز خلف وعید مسلمانوں سے مخصوص ہے	〃
مانعین خلف پر ایک اعتراض اور اس کا جواب	〃
پہلا مقدمہ ۔ دوسرا مقدمہ	۳۲
چوتھا مقدمہ ۔ ایک شبہ کا ازالہ	۳۵
امر دوئم کا اثبات ۔ امر سوئم کا اثبات	۳۶
مخالفین کے ایک اور اعتراض کا جواب	۳۷
خدا کا جنتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو جنّت میں بھیجنا محال ہے	〃
جب بلفظ ممتنع یا محال مطلق ہو اس سے ذاتی مراد ہوتا ہے	۳۸
ایک شبہ اور اس کا حل	۳۹
امکان کذب کے رد میں ایک عجیب مثال	〃
ایک لچر اور پوچ دلیل کی تردید	۴۰
وہابیوں، دیوبندیوں کے شیخ الہند کی افترا پردازی اور کج فہمی	〃
قدرت کی دو قسمیں	۴۱
حرف دعا	۴۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

انتساب

قدوۃ محققین، استاذ محدثین، امام مفسرین، افضل و اعلم علماء دوراں، افقہ فقہاء زماں، شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں دامت برکاتہم عالیہ کے نام جن کی نظرِ عنایت سے فقیر اس لائق ہوا۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

محمد غلام سرور قادری رضوی مصطفائی سعیدی
سابق مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

یا اللہ کتاب نمبر: یا رسول اللہ
ذخیرہ کتب
میثم عباس قادری رضوی

پیش لفظ

کتاب ــــ انیس الارواح ــــ کے ترجمہ و تحشیہ سے فراغت پاتے ہی، اس کی طباعت کے لئے میں لاہور چلا گیا۔ جہاں مجھے تکمیلِ طباعت تک ٹھہرنا پڑا۔ وہاں کے احباب میں علامہ محمد انور صاحب ثاقب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور نے ہمیں اپنے ہاں ٹھہرانے میں سبقت حاصل کر لی اور موصوف نے ہمیں جس اخلاص و محبّت سے نوازا وہ ان کے شایانِ شان تھا، ہم ان کے شکر گذار ہیں مگر علامہ موصوف کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے محدث اعظم پاکستان، محقق دوراں، رازی زماں، حامی دین وملّت، امام اہلسنت سیّدی، سندی شیخی ومرشدی قبلہ ــــ سید احمد سعید شاہ صاحبؒ کاظمی ــــ دامت برکاتہم ونفعنا اللہ لطولِ حیاتہم کی سب سے پہلی اور نادر تصنیف شریف

ــــ "تسبیح الرحمٰن عن الکذب والنقصان" ــــ

اپنے ایک شاگردِ رشید مولانا سیّد مغفرت شاہ صاحب ہزاروی زید رشدہٗ وعلمہ متعلم مدرسہ نعمانیہ لاہور سے دلوا کر اس کی طباعت کا پرخلوص اور نیک مشورہ دیا۔

یہ حضرت ممدوح کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو ایک مرتبہ ہندوستان میں چھپی، مگر تشنگانِ علم و تحقیق کے ہاتھوں غائب ہو گئی ــــ مگر ہم لوگ اس عظیم الشان اور بے نظیر کتاب سے بے خبر تھے

یہ کتاب کیا ہے ــــ

علوم عقلیہ ونقلیہ کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک بحرِ بے کنار ہے، آپ نے وہابیہ امکانیہ فرقے کا جس محققانہ انداز سے ردِ بلیغ فرما کر اپنے خداوند قدوس کی شانِ تقدیس بیان فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے ؎

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

میں نے کتاب حاصل کرنے کے بعد دوبارہ آپ سے نظر ثانی بھی کرائی ہے نیز بعض

مقامات پر میں نے حاشیہ آرائی کی جسارت بھی کی ہے تاکہ امام اہلسنت کے کلام کو سمجھنے میں مدد ملے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ——— مسلمان بھائیوں کو اکابر اہلسنت کے علوم و معارف سے آگاہ کرتے رہنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع میسّر فرماتا رہے۔

(آمین)

بحرمة النبی الامین علیه افضل صلوٰة المصلین و ازکی تسلیمات المسلمین

خادم العلماء

محمد غلام سرور قادری رضوی سعیدی

سابق مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ آغاز

الحمد للہ الذی منزہٌ عن الکذب والنقصان۔ وتفرد بکمالہ الذاتی والنعم علیٰ کافۃ الانام بنعمۃ العامۃ والخاصۃ والرحمۃ والغفران والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی انزل علیہ القراٰن۔ وعلیٰ الہٖ واصحابہ المصدقین لصدق الرحمٰن [1]

عرض مؤلف

اما بعد خادم العلماء فقیر حقیر ابو النجم سید احمد سعید کاظمی امروہی عرض گزار ہے کہ اس دور جہالت وضلالت میں فرقہائے ضالہ مبتدعہ وہابیہ [2] وغیرہم نے طریقہ سنیہ مسنونہ کو مسخ کرکے بے انتہا گمراہی اور شورش برپا کر رکھی ہے اور چند ضروری مسئلوں پر تو بے انتہا اختلاف پھیلا رکھا ہے جن

[1] تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو جھوٹ اور ہر قسم کے عیب ونقصان سے پاک ہے اور جو اپنے کمال ذاتی کیساتھ یکتا ہے اور جس نے تمام لوگوں پر انعام فرمایا ہے عام اور خاص نعمت اور رحمت وغفران کیساتھ، اور صلوٰۃ وسلام نازل ہوں اس کے اس رسول پر جس پر قرآن اتارا اور آپ کی آل واصحاب پر جو رحمٰن کی سچائی کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

فرقہ وہابیہ

فرقہ وہابیہ یا وہابی ایک نیا فرقہ ہے جو سنہ ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا اس فرقہ کا ایک الگ مذہب ہے جس کا بانی محمد بن عبد الوہاب نجدی تھا۔ جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے علماء اہلسنت کو قتل کیا، صحابہ کرام ائمہ خصوصاً علماء اور شہداء کی قبریں کھود ڈالیں اور ان کی بہت بے حرمتی کی۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صنم اکبر رکھا یعنی سب سے بڑا بت (معاذ اللہ) اور طرح طرح کے ظلم کئے جیسا کہ علامہ شامی نے رد المحتار ص ۴۲۷، ۴۲۸ ج (۳) میں رقم فرمایا ہے اسی عبد الوہاب کے بیٹے نے کتاب التوحید کے نام سے ایک کتاب لکھی ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے اس کا اردو میں ترجمہ کرکے تقویۃ الایمان کے نام سے اسے شائع کیا۔ جس سے کچھ عوام کے علاوہ پڑھے لکھے کہلانے والے بھی گمراہ ہوئے، خصوصاً علماء دیوبند سے رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، محمود الحسن وغیرہم جیسے بھی نہ صرف یہ کہ اس فتنۂ وہابیت میں مبتلا ہو کر مسلک اہلسنت سے ہاتھ دھو بیٹھے (باقی صفحہ ۹ پر)

میں سب سے اہم مسئلہ امکان و امتناع کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ ہے[1]۔ چونکہ فرقہ وہابیہ نے اس مسئلہ کو پیچیدہ بنا کر کم علم اور عام مسلمانوں کو تباہ کن مغالطہ میں ڈال دیا ہے، اس لئے اس مختصر رسالہ میں اسی مسئلہ کی وضاحت اور صحیح تشریح کر کے بندگانِ خدا کو قعرِ ضلالت سے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے امید ہے کہ اہل اسلام اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے عقیدوں کو درست کر کے نجات اخروی حاصل کریں گے اور اس فقیر مولف کو دعائے خیر میں یاد کریں گے

اس رسالہ کی تالیف کے لئے میرے محترم محب صادق مولوی سید علی محتشم خان صاحب رئیس امروہہ وصدر انجمن احیاء السنۃ امروہہ ایک عرصہ سے محرک تھے، مگر میں انہماک تعلیم کے باعث عدیم الفرصتی اور بے بضاعتی سے اب تک قاصر رہا، الحمد للہ کہ سالانہ امتحان کے بعد مجھے اس دینی خدمت کے انجام دینے کا موقع ملا اور اپنی توفیق کے موافق جو کچھ ہو سکا پیش کرتا ہوں، چونکہ اس سے پہلے کبھی کوئی مضمون بنانے یا تالیف کرنے کا اتفاق نہیں ہوا اس لئے ناظرین کرام سے التماس ہے کہ کوئی لغزش یا غلطی دیکھیں تو براہ کرم چشم پوشی فرمائیں یا مجھے اس سے مطلع فرمائیں اور شکر گزاری کا موقع دیں۔

کلام الٰہی میں مسلمانوں کا عقیدہ

اس مسئلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کلام الٰہی میں وجود کذب[1] محال بالذات ہے[2] خواہ کلام نفسی ہو[3] یا لفظی[4] لیکن نام نہاد علماء وہابیہ[5] نے اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کی طرف ایسے مکروہ عیب کو منسوب کیا۔ جس کا تصور بھی

(باقی ص ۹ سے آگے) بلکہ اپنی تصانیف میں اللہ تعالیٰ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شان میں توہین آمیز عبارات لکھ کر امتِ محمدیہ کے افتراق و انتشار کا موجب ہوئے نیز غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) بھی ان وہابیوں کے ہم مسلک ہیں اگرچہ ان سے توہین آمیز عبارات ثابت نہیں مگر باقی متبدعہ عقائد میں ان کے ہم نوا ہیں۔ ہمارے عرف میں ان سب کو اور ان کے متبعین کو وہابی کہتے ہیں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی مراد ہے،

[1] یعنی کیا خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے یا محال، ہم اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا اس سے قطعی پاک ہے، مگر وہابیہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے، (دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ، جہد المقل، براہین قاطعہ۔ کتب وہابیہ)

[2] جھوٹ کا ممکن ہونا۔

کلام نفسی و لفظی [3] کلام نفسی وہ معنیٰ قدیم ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ سے قائم ہے جسے ہم (باقی ص ۱۰ پر)

مسلمانوں کے واسطے تنزلِ ایمان کا باعث ہے، چنانچہ بعض لوگ[۱] تو صرف امکانِ کذب ہی کے قائل ہوتے ہیں، لیکن بعض وقوع[۲] کے بھی قائل ہیں۔ مثلاً مولوی رشید احمد گنگوہی جن کا دستخطی و مہری فتوی اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ کے ہاں اب تک موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علماء اہلسنت کے پاس محفوظ ہیں۔

فرقہ امکانیہ کو زبردست مغالطہ ہوا ہے

چنانچہ وقوع کذب باری تعالیٰ کا قول تو باتفاق فریق مخالف موجودہ بھی مردود ہے خواہ مولوی رشید احمد صاحب کا ہو یا کسی اور کا، رہا امکان کا قول، اس کے متعلق سنیے، حقیقۃً "فرقہ امکانیہ[۳]" کو ایک زبردست مغالطہ ہوا ہے، اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے خلف وعد اور خلف وعید دونوں کو ایک ہی سمجھ کر خلف وعید کو امکان کذب کا مقیس علیہ ٹھہرایا ہے۔

خلفِ وعد اور خلفِ وعید میں فرق

اب دیکھیے کہ ان دونوں میں کتنا عظیم الشان فرق ہے خلفِ وعد کے معنی ہیں کسی انعام کے وعدہ کرنے کے بعد اس کے خلاف کرنا اور خلف وعید کے معنی ہیں کسی سزا کے وعدہ کرنے کے بعد اس کا خلاف کرنا[۴]

(صد سے آگے) الفاظ سے بولتے اور سنتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد میں ہے "ھو معنی قدیم قائم بذات اللہ تعالیٰ یلفظ ویسمع بالنظم الدال علیہ" الخ (صد ۸۳ مصری)

[۵] کلام لفظی وہی نظم و عبارت ہے جس کی کلام نفسی پر دلالت ہے، یعنی مسلمانوں کو یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات مکمل طور پر صفات کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کی اس سے نفی ناممکن ہے اسی طرح کسی صفت عیب و نقص کا اس کے لیے ثبوت بھی محال ہے [۵] خصوصاً مولوی رشید احمد گنگوہی و محمود الحسن اکابر علماء دیوبند

[۱] وہابیوں سے [۲] یعنی خدا تعالیٰ سے جھوٹ سرزد ہو گیا (معاذ اللہ) اس سے بڑھ کر اور کفر کون سا ہے، تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

فرقہ امکانیہ [۳] حضرت مؤلف دامت برکاتہم کی جودتِ طبع نے اس فرقہ وہابیہ کے لیے کیا ہی نیا اور موزوں نام تجویز فرمایا "فرقہ امکانیہ" یعنی جن کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ [۴] یعنی معاف کر دینا۔

چنانچہ بعض متکلمین بظاہر جوازِ خلف وعید کے قائل ہوئے ہیں[1] لیکن خلف وعد کے جواز کا قائل اہل سنت میں سے آج تک کوئی نہیں ہوا۔ ان کے جوازِ خلف وعید کے قول سے فرقہ وہابیہ کو مغالطہ واقع ہوا کہ جب خلفِ وعید جائز ہے تو خلف وعد بھی جائز ہوگا۔ خلف وعید کو خلفِ وعد کا مقیس علیہ کہدیا۔

خلف وعد کا خلف وعید پر قیاس باطل ہے

لیکن یہ قیاس بہ چند وجوہ مخدوش ہے، اولاً تو یہ کہ جنہوں نے خلف وعید کو جائز کہا ہے وہ یہ کہتے ہیں "لانہ کرم"[2] اور بعض کہتے ہیں کہ لانہ انشاء فیجوز من اللہ تعالیٰ[3] " اور پھر وہی حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے۔ لانہ نقص والنقص علی اللہ محال[4]

---

[1] بظاہر خلف وعید کے قائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلف وعید حقیقی کے قائل نہیں ہیں اور خلفِ وعید حقیقی بالاتفاق ممتنع و محال ہے کما سیاتی۔

خلف وعید اور عفو میں کونسی نسبت ہے

[2] کیونکہ خلفِ وعید کرم ہے یعنی مجوزین خلف وعید کے نزدیک خلف وعید اور عفو و کرم میں تساوی کی نسبت اور تلازم کلی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مساوی کا وقوع دوسرے مساوی کے وقوع کو یقیناً لازم ہے جس طرح انسان اور ناطق۔

[3] یعنی وعید سے مقصود انشائے تخویف و تہدید ہے اخبار مطلوب نہیں اس صورت میں سرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا چنانچہ صاحب مسلم الثبوت نے جب یہ کہا کہ ایعاد اللہ تعالیٰ خبر صادق قطعاً کہ خدا تعالیٰ کی وعید خبر صادق اور یقینی الوقوع ہے اس میں خلف محال ہے، کیونکہ خبر کے خلف سے کذب لازم آتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے تو علامہ مرزا جان رحمۃ اللہ علیہ نے اس لزوم سے بچنے کے لئے وعید کو خبر تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے اسے انشاء ٹھہرایا ہے کیونکہ انشاء میں کذب کا احتمال نہیں ہوتا لہذا کذب باری لازم نہ آئے گا چنانچہ فرماتے ہیں الایعاد لیس خبراً بل انشاء والمقصود منہ الانذار والتخویف (کشف المبہم شرح ص ۹۸) یعنی وعیدات الہیہ خبر نہیں بلکہ انشاء ہیں جس کا مقصد انذار اور تخویف ہے۔ اب فرقہ امکانیہ سے پوچھیے کہ اگر کذب الٰہی ممکن تھا تو اس سے بچنے کے لئے انہیں وعید الٰہی کو انشاء قرار دینے کی ضرورت کیوں پڑی۔

[4] کیونکہ جھوٹ عیب ہے، اور عیب خدا تعالیٰ کے لئے محال ہے، نتیجہ ہوگا جھوٹ خدا تعالیٰ کیلئے محال ہے

فرقہ وہابیہ سے ایک سوال

اب میں فرقہ وہابیہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر خلف وعید کو امکانِ کذب کی فرع کہنا صحیح ہو تو متکلمین نے امکان کذب کو اس پر قیاس کیوں نہ کر لیا بلکہ انہوں نے تو خلف وعید کو جائز کہتے ہوئے بھی امکان کذب کا رد کیا ہے[1]

ثانیاً خلف وعید کو امکان کذب کا مقیس علیہ کہنا اس وجہ سے صحیح نہیں ہو سکتا کہ خلف وعید کرم اور امکان کذب نقص ہے، پس نقص کو کرم کی فرع کہنا اور اس پر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اہلسنت کا مذہب ان خرافات سے مبرا اور منزہ ہے۔

ثالثاً یہ کہ خلف وعید انشاء ہے اور امکان کذب ہمیشہ خبر ہی میں ہوتا ہے تو اخبار کا قیاس انشاء پر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر زمین کا آسمان پر اور پانی کا آگ پر اور ہوا کا مٹی پر قیاس کرنا جائز ہو تو یہ بھی جائز ہوگا[2]

متکلمین جس خلف کے قائل ہیں وہ حقیقت میں خلف نہیں!

اس کے علاوہ بعض متکلمین جس خلف وعید کے قائل ہوئے ہیں، حقیقتاً وہ خلف نہیں، بلکہ اس پر خلف کا اطلاق محض مجازاً کیا گیا ہے مثلاً مجوزین خلف اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ مشرکین کی مغفرت نہ کرے گا اور ان کے علاوہ اور جس کو چاہے گا

[1] جن حضرات نے خلف وعید کو جائز کہا انہوں نے ساتھ ہی کذب الٰہی کو بھی محال بتایا۔

[2] حالانکہ زمین کا آسمان، پانی کا آگ اور ہوا کا مٹی پر قیاس باطل ہے کیونکہ قیاس میں ضروری ہے کہ مقیس اور مقیس علیہ میں کوئی علت مشترکہ ہو، مگر ان میں کوئی علت مشترکہ نہیں، اسی طرح خلف وعید جب انشاء ٹھہرا تو امکان کذب کا اس پر قیاس باطل ہوا اس لئے کہ کذب خبر میں ہوتا ہے، اور خبر و انشاء میں کوئی علت مشترکہ نہیں، لہٰذا ان کا ایک دوسرے پر قیاس کرنا، اقیسہ مذکورہ کی طرح باطل و بے ہودہ ہوگا

بعض متکلمین جس خلف وعید کے قائل ہیں اس کی بحث نفیس!

[3] امکان کذب کو خلف وعید کی فرع جاننا اور اس میں ائمہ کے اختلاف کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ قرار دینا ائمہ کرام پر افترا عظیم ہے (باقی ص۱۳ پر)

بخش دے گا۔ یہ حقیقۃً خلف نہیں اس وجہ سے کہ خلف وعید کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی چونکہ خلف وعید کے معنی ہیں کسی سزا کے وعدہ کا خلاف کرنا۔ یہاں نہ تو وعدہ ہے کہ فلاں شخص کو اس کے گناہوں کیوجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ اور نہ یہ فرمایا کہ ہم نے فلاں شخص کو عذاب دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب اس کو عذاب نہ دیں گے پس معلوم ہوا کہ اس پر متکلمین کا اطلاقِ خلف کرنا محض مجازاً ہے جس کی مثال قرآن پاک میں موجود ہے قال اللہ تعالیٰ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا یعنی برائی کا بدلہ برائی ہے اسی کی مثل، یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی برائی کا حکم نہیں کرتا، اب اگر سیئۃ کو اپنے ہی معنی میں رکھا جائے تو لازم آئے گا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بھی برائی کا حکم کرتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ پس جس طرح یہاں جزار

(ص۱۲ سے آگے) اس میں کوئی شک نہیں کہ خلف وعید کے مسئلہ میں بعض حضرات جواز کی جانب گئے ہیں اور محققین اس سے انکاری رہے، مگر اس سے امکان کذب ہرگز ثابت نہیں بلکہ مجوزین خلف وعید لزوم امکانِ کذب سے بچنے کے لئے اپنے مسلک جوازِ خلف کی طرح طرح کی توجہات فرماتے ہوئے استحالۂ کذب پر دلائل برساتے چلے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ علماء جس معنی پر خلف وعید کو جائز مانتے ہیں اسے امکان کذب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک خلف وعید کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ درگزر اور کرم فرماتے ہوئے اپنی وعید کو جامۂ عمل نہ پہنائے، اسی کا نام عفو یا مساوی عفو ہے، مگر ان کی مراد ہرگز یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے قول کو بدل ڈالے یا کسی کو عذاب کی خبر دیکر اسے پورا نہ کرے، جس پر امکانِ کذب متفرع ہو سکے، اس کا نہ آج تک کوئی قائل ہوا اور نہ ہی کوئی مسلمان اسے مانے گا۔

چنانچہ حلیہ میں ہے، حاشا للہ ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لایقع عذاب من اراد اللہ الاخبار بعذابہ فانہ محال علی اللہ تعالیٰ قطعاً (سبحان السبوح ص۲۲)

یعنی حاشا للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو، یہ اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے۔

سیئہ پر سیئہ کا اطلاق کیا گیا ہے اسی طرح متکلمین نے اس پر خلف کا اطلاق مجازاً کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بعض متکلمین اس معنی متنازعہ میں ہرگز خلف وعید کے قائل نہ تھے۔ اور اگر خلف وعید اسی کو کہا جائے تو ہم کو اس سے انکار نہیں بلکہ ہم تو اس کے وقوع کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔[1]

نیز اس خلفِ وعید کو امکانِ کذب کا مقیس علیہ کہنا ایک اور وجہ سے بھی صحیح نہیں، اس لئے کہ اگر امکانِ کذب کو اس پر قیاس کر لیا جائے تو وقوع کذب لازم آئے گا۔ تقریر اس کی یوں ہے کہ خلفِ وعید مجوزۂ متکلمین کا قیامت کے دن وقوع ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یوم مذکور میں مشرکین کے علاوہ

ہزاروں لاکھوں بلکہ بے شمار گنہگاروں کی مغفرت کرے گا۔ تو وقوع خلف ہوا اور جب وقوع خلف ہوا تو وقوعِ کذب ہوا و ہذا باطل بالاجماع[2] پس معلوم ہوا کہ خلف وعید کو امکان کذب کا مقیس علیہ کہنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا لہٰذا خلفِ وعدی متعین ہوگیا اور وہی کذب ہے۔

اِستحالۂ کذبِ باری تعالیٰ پر عباراتِ علماء

اب استحالۂ کذب باری تعالیٰ پر عبارات علماء مفسرین و متکلمین بدلائل عقلی و نقلی قائم ہیں

جوازِ خلفِ وعید بمعنی عفو! میں تمام اہلسنت متفق ہیں

[1] یعنی اگر خلف وعید مجازی مراد ہو جو عفو اور درگذر سے عبارت ہے تو ہم اس کے قائل ہیں۔ بلکہ تمام اہلسنت اس کے جواز بلکہ وقوع پر متفق ہیں صرف معتزلہ کو اس سے انکار ہے

چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض اور علامہ علی قاری شرح شفا میں مسئلہ خلف وعید کو اہلسنت کا اتفاقی قرار دیتے ہیں۔ اور اس میں اختلاف کو صرف معتزلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

الوعید لایجوز تخلفه عند المعتزلة لقولهم بانه یجب علی الله تعالیٰ تعذیب العاصی (نسیم الریاض ج۲ ص۵۷ و شرح شفاء ج۲ ص۵۳۴) کہ خلف وعید معتزلہ کے نزدیک جائز نہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ نافرمان کو سزا دینا خدا کے لئے واجب ہے۔

[2] یعنی وہابیہ بھی وقوع کذب کو نہیں مانیں گے۔ بلکہ باطل بتائیں گے

عبارتِ قاضی بیضاوی ــ قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(ومَن اصدق مِنَ اللہ حدیثاً) انکار ان تکون احد اصدق منہ فانہ لایتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال۔

(اور کون زیادہ سچّا ہے اللہ سے بات میں) اس بات کی نفی ہے کہ کوئی ایک خدا تعالیٰ سے زیادہ سچّا ہو کیونکہ جھوٹ کسی طرح خدا کی خبر کی طرف راہ نہیں پاتا۔ کیونکہ جھوٹ عیب ہے، اور وہ خدا کیلئے محال ہے (محشی)

عبارت امام رازی ــــ نیز امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں

(المسئلۃُ السّادسۃ) قولہ ومن اصدق من اللہ حدیثا استفھامٌ علی سبیل الانکارِ والمقصود منہ بیانُ انہ یجب کونہ صادقاً وان الکذب والخلف فی قولہ محالٌ واَما المعتزلۃ فقد بنوا ذٰلک علی اصولھم و اما اصحابنا فدلیلھم ۔الخ

(ترجمہ) چھٹا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ومن اصدق الایۃ۔ بیان ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا واجب ہے اور کذب اور خلف اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے۔ لیکن معتزلہ، پس انہوں نے اس کو اپنے اصول پر قائم کیا ہے [1] اور ہمارے اصحاب پس ان کی یہ دلیل ہے آخر تک۔

امکانِ کذب کا قول کفر ہے

فقد جوزوا الکذب ھذا خطأ عظیم بل یقرب من

اور وہی فخر العلماء اسی تفسیر مذکور میں فرماتے ہیں

(ترجمہ) پس بے شک انہوں نے کذب کو جائز کہا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب بہ

[1] وہ یہ کہ ہر چیز کا حسن اور قبح عقلی اور ذاتی ہے نیز یہ کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب دینا خدا پر واجب ہے۔

ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ عن الکذب انتہی۔

کفر ہے اس لیے کہ عقلاء[1] نے اجماع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب سے منزہ ہے۔

عبارت علاء الدین بغدادی ـــــ اور تفسیر خازن میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا ای لا احد اصدق من اللہ تعالیٰ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب انتہی۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا[2] کون ہے ازروئے کلام کے یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ تعالیٰ سے اس لیے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے اور نہ اس پر کذب جائز ہے۔

امتناع کذب باری پر تمام عقلا کا اجماع

[1] تمام عقلا کا لفظ توجہ طلب ہے یعنی باری تعالیٰ کے کذب کے محال ہونے پر نہ صرف اہل اسلام، نہ صرف اہل ملل یہودی نصرانی بلکہ ہر سمجھ دار کافر بھی اتفاق کئے ہوئے ہے مگر اہل دیوبند کے رشد موہومی کو عقلا کی دنیا سے کیا تعلق، نبراس میں ہے واعلم ان اھل الملل اجمعوا علی ان الکذب من اللہ محال (نبراس ص۲۱۹) یعنی تمام اہل ملت والوں کو اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ محال ہے

ازالۂ شبہ اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تو ہو سکتا ہے، پھر تمہارا مدعا ثابت نہ ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے برابر کسی کا سچا ہونا اولاً تو فریق ثانی کے نزدیک بھی مردود ہے ثانیاً یہ کہ کلام عرب میں خصوصاً اور جمیع محاورات اہل لسان میں عموماً یہ الفاظ نفی مساوات کے لئے ہی آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے، ویفید نفی المساوات ایضاً کما فی قولھم لیس فی البلد اعلم من زید (روح المعانی ص۱۰۵ ج ۵) وھکذا فی حاشیۃ العلامۃ الکازرونی علی البیضاوی ص۲۶۱ ج ۲) یعنی یہ مساوات کی نفی کو بھی مفید ہے۔ چنانچہ محاورے میں کہتے ہیں شہر میں زید جیسا کوئی علم والا نہیں ہے۔

[2] کیونکہ وعدہ خلافی اسکے کمال کے منافی ہے جو الوہیت کا مقتضی ہے کیونکہ یہ نقص ہے اور الوہیت ہر وجہ سے صفات کمال کی مقتضی ہے اور نقص سے منزہ ہے، کازرونی فرماتے ہیں لانہ نقص والالوھیۃ تقتضی الکمال من جمیع الجہات۔ (حاشیہ علامہ کازرونی علی البیضاوی ص۶ ج ۲)

یہاں تک جو علماء مفسرین کی عبارتیں نقل کی گئیں یہ استحالۂ امکان کذب باری تعالیٰ کے لئے بے شک براہین قاطعہ و حجج ساطعہ ہیں اب اہل انصاف سے میری درخواست ہے کہ وہ ان تمام عبارتوں کو بغور پڑھ کر خود نتیجہ اخذ کریں اور بے سوچے سمجھے فوراً جواب دہی کے لئے تیار نہ ہو جائیں۔

تکلیف مالا یطاق سے امکانِ کذب کا ردِّ بلیغ

اس کے اقوال علماء مفسرین کے امکان کذب باری تعالیٰ کی ایک اور طریقہ سے تردید ہو سکتی ہے۔ جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے اشاعرہ[۱] رحمہم اللہ تعالیٰ تکلیف مالا یطاق کو جائز رکھتے ہیں اور اپنے مدعا کے ثبوت میں ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے اشخاص معینہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے استدلال کی تقریر اس طرح کرتے ہیں کہ ابولہب وغیرہ کا ایمان لانا غیر ممکن ہے حالانکہ وہ ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ اگر تکلیف مالا یطاق جائز نہ ہوتی تو ان کفار کو ایمان کی تکلیف نہ دی جاتی اور ان کے ایمان کا محال ہونا ظاہر ہے، اس لئے کہ اگر ان اشخاص کا ایمان لانا ممکن ہوتا تو اس کے وقوع سے محال لازم نہ آتا۔ چونکہ ایمان کا

اشاعرہ اور ماتریدیہ کون ہیں؟

[۱] مسائل اعتقادیہ میں اہلسنت کے دو گروہ ہیں اشاعرہ اور ماتریدیہ۔ اشاعرہ امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں جو چار واسطوں سے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے متبعین، اہلسنت کے اکثر متکلمین انہی کیساتھ ہیں عرب، شام، عراق، خراسان اور دیگر اکثر شہروں کے محققین علماء ان کے مذہب پر ہیں ماتریدیہ، امام علم الہدیٰ ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں جو تین واسطوں سے امام ہمام سراج امت سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اس لئے احناف حضرات ان کے مسلک پر ہیں۔ چونکہ ان حضرات نے عقائد کے مسائل میں خوب تحقیق فرمائی ہے اس لئے مذہب اہلسنت ان دو میں دائر و سائر ہے اور محدثین کرام جو زمانۂ مجتہدین تک عامل بالحدیث تھے وہ بھی ان دو میں داخل ہیں۔ ان دونوں کا وہی مسلک ہے جو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کا مسلک تھا اور ان دو میں صرف بارہ مسائل پر اختلاف ہے باقی میں متفق ہیں (نبراس شرح شرح عقائد ص۳۱) ان میں سے خصوصاً تکلیف مالا یطاق کا مسئلہ بھی ہے جو ماتریدیہ کے نزدیک ناجائز اور اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے (شرح فقہ اکبر ص۱۴۱)

مقتضی یہی ہے حالانکہ اس صورت میں یعنی اشخاص معلومہ کے وقوع ایمان کی تقدیر پر کذب باری تعالیٰ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے والمستلزم للمحال محال[1] اب میں کہتا ہوں کہ اگر اشاعرہ کے نزدیک کذب باری ممکن ہو تو ان کے اس استدلال کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے اسلئے کہ جب انکے نزدیک کذب باری ممکن ہے، تو ابولہب وغیرہ کا ایمان کیونکر محال ہوا اس لئے کہ اس ایمان کے محال ہونے کی صرف یہ وجہ تھی کہ اگر ان کا ایمان واقع ہوگا تو خدا تعالیٰ کا کذب لازم آئے گا، اور جب خدا کا کذب محال نہ مانا گیا تو ان لوگوں کے ایمان لانے میں پھر کوئی قباحت نہیں وہذا خلف[2] پس معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک بھی کذب باری ممکن نہیں چنانچہ تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں

والاٰیۃ مما احتج بہ من جوز تکلیف مالایطاق فانہ سبحانہ وتعالیٰ اخبر عنھم بانھم لایؤمنون فیجتمع الضدان۔ الخ	(ترجمہ) یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جن سے مجوزین تکلیف مالایطاق نے استدلال کیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشخاص معلومہ کے ایمان نہ لانے کی خبر دی ہے پس دو ضدیں جمع ہو جائیں گی۔ انتہی

اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

(المسئلۃ الثانیۃ) احتج اھل السنۃ بھذا وکل ما اشبھہ من قولہ لقد حق القول علی اکثرھم فھم	(ترجمہ) دوسرا مسئلہ استدلال کیا ہے اہلسنت نے اس کیساتھ اور ہر اس شئی کیساتھ جو اس کے مشابہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول لقد حق القول علی

[1] کہ کوئی محال لازم نہ آئے

[2] یعنی جس سے کوئی محال لازم آتا ہو وہ بھی محال ہوتا ہے چنانچہ کشف المبہم میں ہے، ان اللہ لما اخبر عنہ بانہ لایؤمن استحال ایمانہ لان خبر اللہ صدق قطعا فلو امن لوقع الخلف فی خبرہ تعالیٰ وھو محال (ص۲۲۶) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے ابوجہل وغیرہ کی خبر دی کہ وہ ایمان نہ لائے گا تو اب اس کا ایمان محال ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خبر قطعی سچی ہے، پس اگر وہ ایمان لائے تو خدا کی خبر کے خلاف ہوگا اور وہ محال ہے یہ بھی امکان کذب کے خلاف عظیم الشان دلیل ہے۔ [3] یعنی یہ خلاف مفروض ہے

لایؤمنون وقوله وذرنی ومن خلقت وحیدا الی قوله سارهقه صعودا وقوله تبت یدا ابی لهب علی تکلیف مالا یطاق وتقریره انه تعالی اخبر عن شخص معین انه لایؤمن قط فلو صدر منه الایمان لزم انقلاب خبر الصادق کذبا والکذب عند الخصم قبیح وفعل القبیح یستلزم اما الجهل واما الحاجة وهما محالان علی الله تعالٰی والمفضی الی المحال محال وقد یذکر هذا فی صورة العلم وهو انه تعالی لما علم منه انه لایؤمن فکان صدور الایمان منه یستلزم انقلاب علم الله جهلا وذلک محال و مستلزم المحال محال۔ انتهی۔

اکثرهم الایة اور اللہ تعالیٰ کا قول وذرنی ومن خلقت وحیدا الخ قول سارهقه صعودا اور اللہ کے قول تبت یدا ابی لهب نے تکلیف مالایطاق پر اس کی تقریر یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک معین شخص کی خبر دی ہے کہ وہ کبھی ایمان نہ لائے گا، پس اگر اس سے ایمان صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی سچی خبر جھوٹ سے بدل جائیگی۔ اور جھوٹ مخالف کے نزدیک بھی برا ہے اور برا کام یا جہل کو مستلزم ہے یا حاجت کو اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ پر محال ہیں اور محال کی طرف پہنچانے والا بھی محال ہے اور یہ کبھی علم کی صورت میں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ یہ ایمان نہیں لائے گا پس اس سے ایمان کا صادر ہونا مستلزم ہے اللہ کے علم کے جہل سے بدل جانے کو اور یہ محال ہے اور مستلزم محال بھی محال ہے، انتہی

تکلیف مالایطاق کے مانعین کے جواب سے امکان کذب کا ردّ عظیم

اور تکلیف مالایطاق کے مانعین یعنی ماتریدیہ وغیرہ اس استدلال کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ متنازعہ فیہ جواز تکلیف مالایطاق غیر ممکن لذاتہ اور ممتنع بنفسہ کا ہے، اور وہ یہاں لازم نہیں آتا بلکہ ممتنع لغیرہ کی تکلیف کا جائز ہونا لازم آتا ہے اور وہ متنازعہ

تکلیف مالایطاق کی قسمیں

یاد رہے کہ حضرت محقق دوران دامت برکاتہم کے کلام سے یہ واضح ہے کہ تکلیف مالایطاق کی دو قسمیں ہیں ایک تکلیف لایطاق (باقی صـ۲۰ پر)

فیہ نہیں ہے بلکہ سب کا متفق علیہ ہے اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ممکن بالذات محال بالغیر سے محال بالذات لازم نہیں آتا دیکھئے عدم معلول اوّل، ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے اور اس سے محال بالذات یعنی عدم واجب لازم آتا ہے والا یلزم تخلف المعلول عن علۃ التامۃ وھو محال[1] اگر ممکن بالذات کی حیثیت امتناع بالغیر

(صفحہ ۱۹ سے آگے) محال بالذات اور دوسری تکلیف مالایطاق، محال بالغیر و ممکن بالذات' اشعریہ اور ماتریدیہ کا جو اختلاف ہے اس کا تعلق قسم اوّل سے ہے یعنی کسی محال ذاتی کی تکلیف دینا اشعریہ اسے جائز اور ممکن مانتے ہیں مگر اس کے وقوع میں ان حضرات کا اختلاف ہے اصح عدم وقوع ہے اور ماتریدیہ اسے محال مانتے ہیں اس کی مثال اندھے کو دیکھنے اور پاؤں نہ رکھنے والے کو چلنے کی تکلیف دینا ہے کہ اگر اس کی بجا آوری کی تو ثواب ہے ورنہ عذاب ہے، تکلیف مالایطاق ممکن لذات و ممتنع بغیرہ بالاتفاق جائز ہے بلکہ اس کے وقوع شرعی پر بھی سب کا اتفاق ہے، اس کی مثال ان لوگوں کا ایمان ہے جن کے ایمان نہ لانے کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے، جیسے فرعون، ابوجہل ابولہب اور وہ کافر جو کفر پر مرے، ملاحظہ ہو (شرح فقہ اکبر مصری صہ ۱۴۱/۱۴۲، کشف المبہم شرح مسلم صہ ۲۱۳/۲۱۴ و بیضاوی مجتبائی صہ ۱۷۸) مگر نبراس اور مسایرہ میں ہے کہ تکلیف مالایطاق ممکن بالذات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ممکن بالذات مگر محال بالعادۃ جیسے ہوا میں اڑنا، پہاڑ کو سونا کرنا۔ جمہور اس تکلیف کو ممکن لیکن غیر واقع قرار دیتے ہیں۔ دوسری تکلیف مالایطاق ممکن بالذات لیکن اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ میں ہو کہ ایسا نہ ہوگا جیسے ایمان ابی جہل وغیرہ یہ سب کے نزدیک ممکن بلکہ واقع ہے علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں حق تو یہ ہے کہ اسے تکلیف مالایطاق ہی نہ گردانا جائے (نبراس صہ ۲۸۷/۲۸۸ و مسایرہ صہ ۵۵ ج ۲)

علت تامہ اور عقل اوّل

[1] یعنی ورنہ معلول کا اپنی علت تامہ سے تخلف لازم آئے گا، اور معلول کا اپنی علت تامہ سے متخلف ہونا محال ہے یاد رہے کہ حضرت محقق دوراں دامت برکاتہم کی یہ دلیل علیٰ نہج الفلاسفہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو علت تامہ کہتے ہیں یعنی جس کے وجود سے معلول کا وجود ضروری ہے یا جو موجود بالذات ہو پھر اس سے کسی دوسری چیز کا وجود حاصل ہو (ہدایۃ الحکمت صہ ۵۶)، اور معلول اول سے مراد عقل محض ہے جس کو عقل اوّل بھی کہتے ہیں۔ فلاسفہ کے نزدیک عقل اوّل ممکن بالذات اور واجب بالغیر ہے اور غیر سے مراد یہاں علت تامہ ہے، یعنی واجب تعالیٰ تو فلاسفہ کے نزدیک عقل اوّل یا معلول اول کا عدم محال بالغیر ہے، کیونکہ اس کے عدم سے واجب تعالیٰ کا عدم لازم آتا ہے جو محال ہے لہٰذا ماتریدیہ کا جواب فلاسفہ کے اس خیال سے موید ہے یعنی ایمان ابی لہب ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے اس سے کذب باری لازم آتا ہے جو محال بالذات ہے

ظر نہ کی جائے تو بے شک اس سے محال بالذات لازم نہ آئے گا۔ پس ما نحن فیہ جب کہ ابولہب وغیرہ کا ان لسبب خبر دینے اور علم باری کے ممتنع بالغیر ہوگیا تو اگر بر تقدیر وقوع محال بالذات یعنی کذب اور جہل ی کو مستلزم ہو تو اس کے امکان ذاتی کے منافی نہیں اب اہل انصاف کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ماتریدیہ غیرہ کے نزدیک کذب باری تعالیٰ ممکن بالذات ہوتا تو اس جواب کی کیا ضرورت تھی، صرف اتنا کہدینا کافی ھا کہ (معاذ اللہ) ہمارے نزدیک کذب باری ممکن بالذات ہے پس خدا کی کوئی خبر دینے سے اُنکا ایمان یر ممکن بالذات نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بر تقدیر وقوع ایمان کوئی قباحت لازم نہیں آتی، غایت مافی الباب کہ کذب باری لازم آئے گا اور وہ محال بالذات نہیں، پس ایمان ابولہب کیونکر محال بالذات ہوا پس علوم ہوا کہ مشائخ ماتریدیہ کا بھی وہی مذہب ہے، جو اشاعرہ کا مسلک ہے یعنی خدا تعالیٰ کے کلام لفظی کا کذب حال اور ممتنع بالذات ہے۔

عبارات علمائے متکلمین

سید سند علیہ الرحمۃ شرح مواقف میں ارشاد فرماتے ہیں

تفريع على ثبوت كلام الله تعالى وهو انه يمتنع عليه الكذب اتفاقا۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کلام کے ثبوت پر تفریع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے۔

اور امام المحققین علامہ جلال الدین شرح عقائد جلالی میں فرماتے ہیں۔

ولا يصح عليه الحركة ولا الكذب (ترجمہ) اور نہیں ہے صحیح اس پر حرکت اور نہ جہل

متکلمین کون ہے

متکلمین وہ علماء کرام ہیں، جو شریعت کے التزام کیساتھ نظر و استدلال سے خداوند قدوس کی ذات و صفات کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔

(التحفۃ العلیہ طبع لکھنؤ ص۳۰)

لانہا نقص والنقص علی اللہ محال۔

اور نہ کذب اس لئے کہ وہ نقص ہیں اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

اور دوسرے مقام پر عضد الملۃ والدین صاحب عضد یہ فرماتے ہیں ر

وھو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من اجماع العقلاء علی ذلک

اور وہ منزہ ہے تمام صفات نقص سے جیسے کہ اس پر عقلاء کا اجماع گزر گیا۔

اور صاحب مواقف نے بعد رد کرنے فرق ضالہ کے لکھا ہے

واما الفرق الناجیۃ فھم الاشاعرۃ والسلف من المحدثین واھل السنۃ والجماعۃ وقد اجمعوا علی انہ لیس فی حیز ولا جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ ولا الانتقال ولا الجہل و لا الکذب ولا شئی من صفات النقص۔ الخ۔

(ترجمہ) اور لیکن ناجیہ فرقے پس وہ اشاعرہ ہیں اور سلف محدثین سے اور اہلسنت وجماعت او انہوں نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ وہ نہ کسی حیز میں ہے اور نہ کسی جہت میں اور نہیں صحیح ہے اس پر حرکت او نہ انتقال نہ جہل نہ کذب اور نہ کوئی شئی صفات نقص سے۔ انتہی

کبھی لفظ اشاعرہ اشعریہ وماتریدیہ دونوں کو شامل ہوتا ہے

یاد رہے کہ یہاں اشاعرہ سے اشعریہ اور ماتریدیہ دونوں ناجی گروہ مراد ہیں۔ کیونکہ کبھی لفظ اشاعرہ اشعریہ وماتریدیہ دونوں کو شامل ہوتا ہے اور یہ

ابوین وقمرین کی طرح باب تغلیب سے ہے اور یہ متاخرین کی اصطلاح ہے، چنانچہ نبراس الساری میں فرماتے ہیں

واصطلح المتاخرون علی تسمیۃ الفریقین بالاشاعرۃ تغلیبا (ص۱۳) یعنی متاخرین نے اشعریہ وماتریدیہ دونوں کو اشاعرہ کے نام دینے کی تغلیب کے طور پر اصطلاح کر لی ہے

اور صاحب حاشیہ خیال شرح عقائد کے قول وکیف وھو تبدیل القول لے کے ذیل میں لکھتے ہیں بل کذب منتف بالاجماع یعنی کذب بالاجماع منتفی ہے اور علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ نے تکلیف مالا یطاق کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے امکان کذب باری تعالیٰ کا اس طرح رد کیا ہے۔ وقد یستدل بقولہ لایکلف اللہ الا وسعھا۔ اس کی تقریر یوں ہے کہ مابین اشاعرہ و معتزلہ تکلیف مالا یطاق کے امکان اور امتناع میں اختلاف ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ تکلیف مالا یطاق محال ہے جس کی دلیل میں یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں۔ قال تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا الآیۃ) اگر تکلیف مالا یطاق کو جائز مان لیا جائے تو کلام الٰہی میں کذب لازم آتا ہے اور وہ بالاتفاق محال ہے چنانچہ اشاعرہ کثرھم اللہ تعالیٰ اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ممکن فی نفسہ کے وقوع سے جس وقت اس کو امتناع بالغیر عارض ہو محال بالذات لازم نہ آئے بلکہ یہ اسوقت واجب ہے کہ جب اس کو امتناع بالغیر عارض نہ ہو جیسے ایک ممکن فی نفسہ کہ اس کا عدم اور وجود دونوں مساوی ہیں لیکن جس وقت اللہ تعالیٰ اس کے وجود کا ارادہ کرے تو اس وقت اس کا عدم محال ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ارادہ مذکور کے بعد بھی اس کا عدم ممکن ہو تو معلول کا علت تامہ سے تخلف لازم آئیگا اور وہ محال بالذات ہے تو اس طرح اگر یہ بھی کذب باری تعالیٰ کو (جو کہ محال بالذات ہے) مستلزم ہوگیا تو کوئی استحالہ ہے لازم نہیں آتا تو اگر اشاعرہ کے نزدیک کذب باری تعالیٰ ممکن ہوتا تو معتزلہ کے مقابلہ میں یہ جواب بالکل بیکار تھا صاف کہہ دیتے کہ ہمارے نزدیک، تکلیف مالا یطاق اور کذب باری تعالیٰ دونوں محال بالغیر ہیں ہے اگر محال بالغیر، محال بالغیر کو مستلزم ہوگیا تو کوئی قباحت نہیں ہے، دونوں ہے

لے یعنی کذب باری کیسے ممکن ہے حالانکہ وہ بات کا بدلنا ہے۔ ہے منتفی یعنی محال وناممکن ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو اس کے مقدور سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے یعنی اس کے امکان ذاتی کو استحالہ ذاتیہ لازم نہیں آتا۔

ممتنع بالغیر ہے محال یا ممتنع بالغیر وہ ایک امر ممکن ذاتی ہے جس کے وقوع کے ماننے سے محال ذاتی لازم آتا ہو جس طرح کہ ایمان ابی لہب وغیرہ۔

ہے مگر انہوں نے ایسا نہ کہا

ممکن ہیں تو معلوم ہوا کہ اشاعرہ کثرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی کذب باری محال بالذات ہے۔

نیز علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر اپنے زمانے کے مسلمانوں تک امتناع کذب باری تعالیٰ پر اجماع نقل کیا ہے اور محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں فرماتے ہیں۔

قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ کما لا یشمل سائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال الخ

(ترجمہ) میں کہوں گا کہ کذب نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس نہو گا ممکنات سے اور نہ شامل ہوگی اس کو قدرت جیسے کہ نہیں شامل ہے تمام ان طریقوں کو کہ اللہ تعالیٰ پر نقص ہیں جیسے جہل اور عجز اور صفات کمال کی نفی۔

استحالۂ کذب باری تعالےٰ کے عقلی دلائل

اب اس دعوے[۲] کے اثبات میں چند عقلی دلائل بھی ملاحظہ ہوں

[۱] محال کی قسمیں اور کونسا محال تحت قدرت نہیں؟

محال کی تین قسمیں ہیں، ایک محال عقلی، دوسرا شرعی تیسرا عادی، محال عقلی بالاتفاق تحت قدرت داخل نہیں ہے اور کذب بھی محال عقلی ہے جو بہ اجماع عقلا تحت قدرت نہیں ہے، المعتقد شریف میں ہے فجمیع المستحیلات العقلیۃ لا تعلق بہا للقدرۃ (ص ۳۱) کہ تمام مستحیلات کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کوئی تعلق نہیں۔ مسایرہ میں ہے والقدرۃ انما تتعلق بالممکن دون الواجب والممتنع (ص ۳۶ ج ۱) کہ قدرۃ باری تعالیٰ ممکن سے متعلق ہے واجب اور محال سے نہیں۔ اس طرح علامہ عصام شرح شرح عقائد میں فرماتے ہیں فالممتنع والواجب خارجان عن القدرۃ (ص ۶۸ مصری) کہ محال اور واجب قدرت سے خارج ہیں، شرح فقہ اکبر میں ہے المحال لا یدخل تحت القدرۃ (ص ۱۳۸ مصری) کیونکہ اگر اسے زیر قدرت مانا جائے تو وہ مقدور ہو گا اور ہر مقدور ممکن ہے اور یہ خلاف مفروض ہے کہ ہم تو اسے محال کہتے تھے وہ ممکن ہو گیا حالانکہ محال کا امکان خارج از امکان اور امکان کا محال ہونا بالکل محال ہے[۲] امتناع کذب باری تعالیٰ۔

دلیل اول

کذب باری اگر ممکن ہے تو احد الامرین سے خالی نہیں۔ یا تو کلام نفسی میں پایا جائے گا یا نہیں؟ اگر نہیں پایا جاتا تو اس کا امکان بھی نہیں اس لئے کہ جب بھی پایا جائے گا، حادث ہو کر پایا جائیگا، اور قیام حوادث بذاتِ باری تعالیٰ محال ہے[1]، لہذا کذب کا بھی حادث ہو کر پایا جانا محال ہوا، اور اگر پایا جاتا ہے تو قدیم ہی ہو کر پایا جائے گا جیسا کہ ابطال شق اول میں معلوم ہوا[2] پس ماننا پڑے گا کہ کذب قدیم ہے اور جب کذب قدیم ہوا تو دو استحالے لازم آئے ایک تو یہ کہ جب کذب قدیم مان لیا تو واقع ہو گیا[3] دوسرے یہ کہ جب کذب قدیم ہوا تو صدق محال ہو گیا۔ و ہذا باطل[4]

---

[1] **حوادث کا خدا تعالیٰ کیلئے قیام محال ہے**

حوادث کا خدا تعالیٰ کیساتھ قائم ہونا محال ہے شرح عقائد میں فرماتے ہیں یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالیٰ کہ ذات باری سے حوادث کا قیام محال ہے (ص۸۶)، مسامرہ میں ہے یمتنع قیام الحوادث بذاتہ تعالیٰ کہ ذاتِ باری تعالیٰ سے قیام حوادث محال و ممنوع ہے (ص۷۹ ج۱) حضرت محقق دامت برکاتہم کی دلیل اسی طرح کے بے شمار حوالوں سے مؤید ہے۔

[2] کہ خدا تعالیٰ محل حوادث نہیں

[3] اس لئے کہ قدیم، واجب اور واجب ثابت و دافع ہے، ارشد موہومی، شرف مفروضی اور خلف مصنوعی والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف امکان کذب کی نسبت کرتے ہوئے اتنا عقل بھی نہ آئی کہ کذب الٰہی کو زیر قدرت ماننے سے اس کی ہر خبر میں احتمال کذب لازم آتا ہے، کیونکہ اس کی جس خبر یا کلام سے اس کے جھوٹ نہ بولنے پر استدلال کریں گے اس میں بھی بجائے خود جھوٹ کا احتمال ہوگا، اس طرح معاذاللہ خدا تعالیٰ کا کلام زید و عمر کی سی بات ہو کر رہ گیا پھر اہل ایمان رشد موہومی بتائیں کہ حشر و نشر اور جنت و دوزخ وغیرہ جیسی سمعیات کو یقین و ایمان سے ماننے کا کون سا ذریعہ باقی رہا، تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔

[4] **دلیل اول کی شق ثانی کی تفصیل**

وجہ بطلان یہ ہے کہ صدق الٰہی ازلی اور واجب ہے، اور ازلی واجب الابدیۃ اور مستحیل الزوال ہوتا ہے (باقی ص۲۶ پر)

دلیل دوئم

کذب باری فی نفسہ احد الامرین سے خالی نہیں یا تو نقص ہوگا یا نہ ہوگا یہ تو ظاہر ہے کہ ضرور نقص ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا، لہذا جب نقص ہوا تو بالاتفاق محال ہو گیا ط

(صہ ۲۵ سے آگے) جب وہابیوں نے کذب کو قدیم کہا تو وہی واجب الابدیۃ و مستحیل الزوال ہوا تو صدق ممتنع و منعدم ہو گیا۔ اس لئے کہ قدیم کا عدم محال ہے۔ جیسا کہ امام ابن ہمام مسامرہ میں فرماتے ہیں وما ثبت قدمہ استحال عدمہ (ج ۱، صہ ۶۹) کہ جس کا قدیم ہونا ثابت ہو اس کا عدم محال ہوگا۔ نیز اسی میں فرماتے ہیں، لو کذب لکان کذبہ قدیما فیمتنع علیہ الصدق (صہ ۲۱۹) کہ اگر خدا تعالی کذب سے متصف ہو تو اس کا کذب قدیم اور صدق محال ہوگا روح المعانی میں فرماتے ہیں

انہ لو اتصف بالکذب سبحانہ لکان کذبہ قدیما اذ لا یقوم الحادث بذاتہ تعالی فیلزم ان یمتنع علیہ الصدق فان ما ثبت قدمہ استحال عدمہ (ج (۵) صہ ۱۰۷)

(ترجمہ) اگر خدا تعالی جھوٹ سے متصف ہو حالانکہ وہ پاک ہے تو اس کا کذب قدیم ہوگا، کیونکہ حوادث کا قیام خدا کی ذات محال ہے تو لازم آئے گا کہ اس کا صدق محال ہو، کیونکہ جس کا قدیم ہونا ثابت ہے اس کا معدوم ہونا محال۔ اس طرح اس کا جھوٹ قدیم و مستحیل العدم ہوگا

یعنی کذب کا وجوب و ازلیۃ، صدق کے استحالہ و انعدام کے بغیر ممکن نہیں تحقیقا لمعنی التضاد اور استحالہ صدق باطل بلکہ عین صدق واجب ہے لہذا امکان کذب منتفی ہو گیا کیونکہ نقص بالاتفاق محال ہے لہذا کذب کا امکان بھی محال ہوا، کیونکہ خدا پر نقص بالاتفاق محال ہے چنانچہ روح المعانی میں فرماتے ہیں انہ نقص والنقص ممنوع اجماعا (ج ۵ صہ ۱۰۶)

خدا تعالی اس صفت سے بھی پاک ہے جس میں نہ عیب ہو نہ کمال

اگر کوئی یہ کہے کہ ہم جھوٹ کو نقص و عیب ہی نہیں مانتے کہ اس کا استحالہ لازم آئے تو ہم کہیں گے کہ کم از کم اتنا تو مانو گے کہ اگر جھوٹ نقص و عیب نہیں تو کمال بھی نہیں۔ جب کمال نہیں تو بھی خدا تعالی کے لئے محال ہو گیا، کیونکہ خدا تعالی نہ صرف نقص و عیب سے پاک ہے بلکہ وہ ہر اس شے سے پاک ہے (ربانی صہ ۱۲۵)

دلیل سوئم

اگر کذب ممکن ہو تو کلام نفسی میں ضرور پایا جائے گا۔ جیسا کہ دلیل اول میں معلوم ہوا اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ کلام لفظی کلام نفسی کی تعبیر ہے جب کذب کلام نفسی میں مان لیا گیا تو کلام لفظی میں بھی ماننا پڑے گا چونکہ وہ معبّر ہے اور کذب جب کلام لفظی میں ہوا تو وقوع کذب لازم آگیا اور یہ باطل ہے ان کے علاوہ اور بھی کثیر التعداد دلائل عقلی امتناع کذب باری تعالیٰ پر قائم ہیں جن کی اس مختصر سے کتابچہ میں گنجائش نہیں ہے انشاء اللہ کسی اور موقع پر لکھی جائیں گی۔

امکان کذب پر فریق مخالف کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب

مخالفین کا دعویٰ ہے کہ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہے اور اس کی دلیل میں آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیرo (اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے) پیش کرتے ہیں۔ یعنی چونکہ کذب بھی "شیٔ" میں داخل ہے لہذا وہ بھی تحت قدرت داخل ہوا۔

شیئ کی بحث نفیس اور اس سے امکان کذب کا رد

اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے (ان اللہ علیٰ کل شیئ) شاءہ (قدیر) یعنی جس چیز کو خدا چاہے اس پر قادر ہے، شیئ کو بہ معنی "مشی" قرار دیا اور کذب باری تعالیٰ کسی آیت یا حدیث یا اقوال مفسرین و متکلمین وغیرہ سے مشی ثابت نہیں ہوتا، لہذا اس آیت کریمہ سے

(صفحہ ۲۸ سے آگے) جو کمال سے خالی ہو اگرچہ وہ عیب و نقص سے بھی نہ ہو۔ چنانچہ مسایرہ شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں

یستحیل علیه تعالیٰ کل صفة لا کمال ولا نقص لان کلا من صفات الالٰه صفة کمال۔ (ج ۲ ص ۲۳۶)	یعنی اللہ تعالیٰ پر ہر وہ صفت محال ہے جس میں نہ کمال ہو اور نہ نقص اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی ہر صفت، صفت کمال ہے۔

مخالفین کے دعوے کا اثبات ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ کذب باری شئی بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اس کو مشتٰی کہا جائے۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں شئی کی تعریف اس طرح کرتے ہیں الشئی عندنا ھو الموجود یعنی ہمارے نزدیک موجود کو شئی کہتے ہیں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں والمعدوم لیس بشئی یعنی معدوم کوئی شئی نہیں[1]

اب میں مخالفین سے دریافت کرتا ہوں کہ آیا کذب باری موجود ہے یا معدوم؟ اگر کہا جائے کہ وہ موجود ہے تب تو واقع ہوگیا اور اگر موجود نہیں یعنی معدوم ہے تو تعریف شئی میں داخل نہیں اور جب تعریف شئی میں داخل نہیں تو تحت قدرت کیسے ہوگا۔ پھر اس آیت سے استدلال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اور اگر کہا جائے کہ شئی سے مراد مایصح وجودہ ہے اور وہ امکان کے منافی نہیں لہذا کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل رہا تو ہم کہیں گے کہ شئی سے مراد مایصح وجودہ لیکر اول تو اپنے اصول کو چھوڑ کر معتزلہ کے اصول کو اختیار کرنا ہے اور یہ خلاف ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ شئی سے مراد مایصح وجودہ لینا صحیح ہے تو مستدل[2] کو چاہیئے کہ اول تو وہ کذب کو مایصح وجودہ ثابت کر دے پھر اس کے متعلق کچھ کلام کرے۔

صفات باری تعالیٰ تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں

اس کے علاوہ اگر کذب باری تعالیٰ کو شئی مان بھی لیا جائے تب بھی وہ

---

[1] اہلسنت کے نزدیک شئی موجود ہی کو کہتے ہیں قرآن مجید کی آیت ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا اور آیت اولم یر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا ۵ سے بھی مسلک اہلسنت کی تائید ہوتی ہے (شرح فقہ اکبر صـ۱۴۶ ونبراس صـ۵۷۰) مگر معتزلہ کہتے ہیں کہ شئی مایصح وجودہ کا نام ہے یعنی جس کا موجود ہونا صحیح ہو یہ واجب و ممکن دونوں کو شامل ہے۔ (تفسیر بیضاوی صـ۳۸)

[2] مستدل یعنی دلیل پکڑنے والا۔

تحت قدرت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ کذب باری پایا جائے گا تو صفت باری تعالیٰ ہوکر پایا جائے گا جب کذب صفت باری ہوا تو تحت قدرت نہ ہوگا۔ اس لئے کہ تمام حکمار اسلام کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ذات وصفات تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ورنہ ان کا حدوث لازم آئے گا وھوظاھر البطلان پس معلوم ہوا کہ کذب باری بہر تقدیر خارج عن القدرت ہوگا۔ خواہ شے کہا جائے یا لاشے، معدوم یا موجود۔ اور قائلین خلف وعید پر امکان کذب کا الزام لگایا جاتا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ ماسبق سے اظہر من الشمس ہوگیا۔

محققین خلف وعید کے قائل نہیں

اور محققین تو خلف وعید کے قائل ہی نہیں چنانچہ علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے والمحققون علی خلافہ وکیف وھو تبدیل القول وقد قال تعالیٰ ما یبدل القول لدی اللہ تعالیٰ ایسے عقائد فاسدہ سے ہر مسلمان کو بچائے (آمین ثم آمین)

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خلف وعید حقیقی جو تبدیل کے معنی میں ہے اس کے محال ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے اور خلف وعید جو عفو کے مساوی ہے بالاجماع جائز بلکہ واقع ہے، تو علمار مجوزین خلف وعید و مانعین محققین میں اختلاف کس بات پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ عفو وکرم یا ایقاع عذاب سے درگزر پر خلف کا اطلاق جائز ہے یا نہ، مجوزین حضرات نے خیال کیا کہ خلف وعید سے کوئی عیب ونقص لازم نہیں آتا بلکہ عفو وکرم ٹھہرتا ہے چنانچہ عرف اہل عرب میں جا بجا مدح وستائش میں بولا جاتا ہے چنانچہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہتے ہیں ؎

نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ ۔۔۔ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَاْمُوْلُ

ترجمہ: مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وعید فرمائی (قتل کی دھمکی دی) ہے اور معاف فرمانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امید کی جاتی ہے۔ نیز حضرت کعب جب تائب ہوکر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی سے رطب اللسان ہوئے نہ صرف یہ کہ حضور نے اسے معاف کیا اور اپنی وعید سے درگزر فرمایا (مسلم

فریق مخالف کی دوسری دلیل اور اسکا رد

مخالفین کہتے ہیں کہ کلام نفسی میں کذب ممتنع بالذات سہی لیکن کلام لفظی میں ممکن بالذات ہے کیونکہ کلام لفظی وہ ہے جو الفاظ سے مرکب ہو اور جو الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث

(ص۲۹ سے آگے) بلکہ اسے انعام واکرام سے بھی نوازا (ملاحظہ ہو الاصابہ ص۲۷۹ ج(۳) و اسد الغابہ ص۲۴۱ ج(۴)) تو اس بنا پر خلف وعید کا اطلاق جائز قرار دیا، محققین نے جب دیکھا کہ خلف وعید کے لفظ سے تبدیل قول جیسے معنی محال کا وہم ہوتا ہے اور بارگاہ قدوسیت میں ایسا وہم بھی ممنوع ہے اگرچہ یہ مخلوق میں مدح وستائش قرار پاتا ہے مگر ان پر خالق عزوجل کا قیاس کرنا درست نہیں، لہذا انہوں نے اس اطلاق تجویز کی مخالفت فرماتے ہوئے اسے ممنوع وناجائز ٹھہرایا۔

جواز خلف وعید مسلمانوں سے مخصوص ہے

نیز یاد رہے کہ مجوزین کے نزدیک خلف وعید بمعنی عفو ودرگزر بھی مسلمانوں سے ہی مخصوص ہے کفار کے حق میں وہ بھی خلف کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ شامی میں ہے۔

الاشبه ترجح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصة دون الکفار (شامی ج(۱) ص۴۸۸)

(ترجمہ) اشبہ راجح ہوتا ہے خلف وعید کے جواز کا خاص کر مسلمانوں کے حق میں کافروں کے حق میں نہیں ہے۔

مانعین خلف پر ایک اعتراض اور اس کا جواب!

جو محققین حضرات خلف وعید کو محال قرار دیتے ہیں ان پر یہ سوال ہوتا ہے کہ روز قیامت جو لاکھوں بلکہ کروڑوں گنہگاروں کی بخشش ہوگی۔ اسے خلف وعید نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ آیات وعید عفو ومغفرت کی آیات سے مخصوص ومقید ہیں یعنی جس طرح وعید میں آیتیں وارد ہیں اسی طرح عفو ومغفرت میں بھی ہیں تو ان کے ملانے سے یہ معنی قرار پاتے ہیں کہ جنہیں ہم معاف نہ فرمائیں گے وہ سزا پائیں گے، چنانچہ شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

(باقی ص۳۱ پر)

اور حادث ممکن بالذات ہے اور جو ممکن ہوگا وہ بحکم ان اللہ علی کل شیئ قدیر تحت قدرت داخل ہوگا۔ لہذا کلام لفظی باقسامہ تحت قدرت داخل ہوا۔ انتہی

الجواب اگرچہ اس کا جواب بھی تقریر ماسبق میں موجود ہے لیکن یہاں کافی وضاحت

(صفحہ ۳۰ سے آگے) وقد کثرت النصوص فی العفو فیخصص المذنب المغفور عن عمومات الوعید (صہ ۱۲۱ مصری)

ترجمہ: کہ عفو میں نصوص بکثرت ہیں لہذا بخشے ہوئے گنہگار کو عمومات وعید سے مخصوص ومستثنیٰ رکھا جائے گا۔

یعنی وعیدات کا عموم، مخصوص عنہ البعض ہے۔ یہی خلف وعید ہے اکابر دیوبند امکان کذب کو جس کی فرع فرما رہے ہیں ان سرپھروں سے کوئی پوچھے کہ کیا آج تک کسی عاقل نے بھی مخصوص عنہ البعض کو کذب یا کذب کا مقیس علیہ کہا ہے؟ مسلم الثبوت ہی اٹھا کر دیکھ لی ہوتی۔ فرماتے ہیں ان الایعاد فی کلامہ تعالی مقید بعدم العفو (صہ ۲۰۶ مجتبائی) کہ کلام الہی تعالیٰ میں وعید عدم عفو سے مقید و مشروط ہے (ایضاً نبراس صہ ۳۳۶ و بیضاوی ج (۲) صہ ۶ میں بھی یہی فرماتے ہیں کہ وعیدیں مشروط بہ عدم عفو ہیں علامہ فہامہ شمس الدین خیالی رحمۃ مولی الموالی، مادام الایام واللیالی تو یہاں تک بھی فرما رہے ہیں کہ کریم کے کلام میں وعید کیا ساتھ عدم عفو کی تخصیص یا تقیید کی اگرچہ تصریح نہ بھی ہو تب بھی اس کے قرینۂ کرم سے اس کی وعید عدم عفو سے مشروط ومقید ہے ملاحظہ کیجئے

ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذلك بخلاف الوعد فلا کذب ولا تبدیل (شرح العلامہ الخیالی مصری صہ ۱۲۱)

(یعنی خلف وعید کا مطلب یہ ہے کہ) کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے یہی لائق ہے کہ اپنی خبر وعید کو مشیئت پر مبنی فرمائے اگرچہ اپنے کلام میں اس کی تصریح نہ کرے وعدہ کے برعکس تو اس خلف میں نہ کذب ہے اور نہ بات بدلنا

یہ ہے خلف وعید کا تصور جس سے نہ تو مجوزین امکان کذب کے قول کا الزام عائد ہوتا ہے اور نہ ہی محققین کو وعید کے باوجود درگزر کا خدر امکان کذب کے قائلان شتر ان بے مہار فلا کذب ولا تبدیل کا تازیانہ یاد رکھیں۔

کی جاتی ہے واضح ہو کہ یہ دلیل تین طریقوں سے مردود ہے اوّل یہ کہ بجز ایک امر مشہور کے جس سے مستدل کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تمام مقدمات مخدوش ہیں۔ دوسرے یہ کہ مفید مدعی نہیں یعنی امکان کذب باری تعالیٰ ثابت نہیں ہوتا۔ تیسرے یہ کہ برتقدیر ثبوت اس مدعا کے مستدل کا دوسرا مدعا یا یوں کہیئے کہ مدعا کا دوسرا جزو غلط ٹھہرتا ہے اب مستدل کے تمام مقدمات کا ابطال تفصیل سے سنیئے۔

پہلا مقدمہ کلام لفظی وہ ہے جو مرکب ہو الفاظ سے، "اوّل" بعض کلام ایسے ہیں جن میں فقط ایک ہی لفظ ہے مثلاً ق [1] پس جب کلام الفاظ سے مرکب نہیں تو تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں ہوتی اور اگر الفاظ حکمیہ یعنی ضمائر مستترہ کا اعتبار کر کے کہا جائے تو مقدمہ ثانیہ یعنی جو الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث ہے یہ ممنوع ہوا اس لئے کہ دلیل حدوث ترتب الفاظ میں ہے کیونکہ اسی ترتب کے باعث تقدم یا تاخر زمانی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اسے حادث کہہ سکتے ہیں، اور یہ تقدم یا تاخر الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کی ترکیب میں مفقود ہے [2] پس جب تقدم یا تاخر نہ ہوا تو حدوث کا ثبوت بھی نہ ہوگا۔

دوسرا مقدمہ یعنی جو کلام الفاظ سے مرکب ہو وہ حادث ہے اقول، صاحب مواقف نے ایک مستقل رسالہ کلام الٰہی کی تحقیق میں تصنیف کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ رئیس الاشاعرہ شیخ ابوالحسن اشعری کلام نفسی اور کلام لفظی دونوں کے قِدم [3] کے قائل ہیں اور سیّد سند علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کو بہت پسند کیا ہے لہٰذا اس کی تحقیق کے بموجب ہر کلام لفظی حادث نہ ہوگا۔ بلکہ صرف مخلوقات کا کلام لفظی حادث ہوگا [4] و ہذا خارج

---

[1] ق وقی یقی سے صیغہ امر ہے حرف مضارع گر گیا۔ آخر میں امر ہونے کی وجہ سے حرف علت بھی ساقط ہوگیا۔ ق۔ باقی رہ گیا [2] یعنی الفاظ حقیقیہ و حکمیہ کے مابین کی ترکیب میں تقدم یا تاخر نہیں پایا جاتا۔

[3] قِدم یعنی قدیم ہونا [4] چنانچہ علامہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی م ۸۷۹ھ شرح المسامرہ میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی، احمد، اسحاق بن راہویہ، حمیدی، محمد بن اسلم طوسی، ہشام بن عمار اور احمد بن صالح مصری رضی اللہ عنہم جیسے اکابر امت کلام الٰہی لفظی کے مخلوق ہونے کے قائل نہ تھے (باقی صـ۳۳ پر)

عن البحث لہذا یہ مقدمہ باطل ہوگیا۔

اور جس دلیل سے اس کا حدوث ثابت کیا جاتا ہے اس کا شافی جواب اس رسالہ میں مذکور ہے، جس کا خلاصہ سیّد سند علیہ الرحمۃ نے شرح مواقف میں لکھا ہے اور علامہ تفتازانی نے بھی اس کے متعلق بالتفصیل نص کیا ہے ان تمام عبارتوں کی تو یہاں گنجائش نہیں لیکن اختصاراً اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے مخالفین کا یہ اعتراض کہ حروف اور الفاظ کے مقدم مؤخر کرنے سے کلام لفظی کا حدوث لازم آتا ہے اس کے جواب میں علاّمہ موصوف یہ فرماتے ہیں۔

(ص۳۲ سے آگے) بل قد ثبت عن غیر واحد الردعلی من قال بان الفاظ القرآن مخلوقۃ وقالوا ھو جھمی ومنھم من کفّرہ (شرح مسامرہ ج ۱ ص۸۵) یعنی کئی ایک اکابر سے ثابت ہے کہ انہوں نے اُس شخص کی تردید کی جس نے کہا کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ ایسا شخص جہمی ہے اور ان میں سے کچھ حضرات نے تو ایسے شخص کو کافر تک کہا ہے بلکہ فرماتے ہیں امام بخاری نے فرمایا

من قال عنی انی قلت لفظی بالقرآن مخلوق فقد کذب وانما قلت افعال العباد مخلوقۃ (شرح مسامرہ ج ۱ ص۸۵) یعنی جو شخص میری طرف سے یہ کہے کہ میں نے قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہا ہے بے شک اس نے جھوٹ کہا ہے میں نے تو یہی کہا ہے کہ افعال عباد مخلوق ہیں۔ افعال عباد سے یہاں تلفظ مراد ہے اور وہی حادث ہے اور یہ حدوث ملفوظ کو مستلزم نہیں، چنانچہ شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض محققین کا مذہب ہے کہ ہمارے بعض مشائخ کا قول کہ کلام الٰہی معنی قدیم ہے لفظ کے مقابلہ میں نہیں ہے کہ اس سے لفظ کا مدلول ومفہوم مراد ہو بلکہ عین کے مقابلے میں ہے جیسے کہ دوسری صفات کا حال ہے ومرادھم ان القرآن اسم للفظ والمعنی شامل لھما وھو قدیم (الی ان قال) وھذا ھو معنی قولھم المقروء قدیم والقراءۃ حادث (شرح عقائد ص۸۵) یعنی ان کی مراد یہ ہے کہ اسم قرآن لفظ ومعنی دونوں کو شامل ہے اور قرآن (مع الفاظ ومعانی) قدیم ہے اور قول کہ مقروء (جسے پڑھا جاتا ہے) قدیم اور قرأت حادث ہے سے یہی مراد ہے۔ حضرت محقق دوراں دامت برکاتہم کی اس تحقیق انیق سے فرقہ امکانیہ کا یہ مقدمہ بالکل باطل ہو کر رہ جاتا ہے، فللّٰہ الحمد

فجوابه ان ذلك الترتيب انما هو فی التلفظ بسبب عدم مساعدة الالة فالتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علی حدوثه دون حدوث الملفوظ جمعا بین الادلة وهذا الذی ذکرناه وان کان مخالفا لما علیه متاخرو اصحابنا الا انه بعد التامل تعرف حقیقته تم کلامه وهذا المحمل لکلام الشیخ محمد الشهرستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام ولاشبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاهر المنسوبة الی قواعد الملة ۔ انتهی

ترجمہ: پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترتیب تلفظ میں ہے[1] عدم مساعدت آلہ کے سبب سے[2] یعنی تلفظ حادث ہے[3] اور جو دلیلیں حدوث پر دلالت کرتی ہیں واجب ہے ان کا حمل کرنا حدوث تلفظ پر نہ حدوث ملفوظ پر دلیلوں کے[4] درمیان جمع کرنے کے لئے یہ وہ ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اگرچہ وہ ہمارے متاخرین اصحاب کے خلاف ہو لیکن تامل کے بعد اس کا حق ہونا معلوم ہو جائے گا اور یہ ہے محل کلام شیخ محمد شہرستانی کا اس کی کتاب نہایت الاقدام میں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اقرب ہے احکام ظاہریہ کی طرف جو کہ منسوب ہیں قواعد ملت کی طرف۔ انتہی

شعر ۔ کس نمے داند دریں بحر عمیق ۔ سنگریزہ قدر دارد یا عقیق

---

[1] یعنی کلام الٰہی کے پڑھنے میں جو الفاظ کی ترتیب واقع ہوئی ہے وہ ہماری بہ نسبت ہے جب کہ ہم اس کا تلفظ کریں یا پڑھیں۔ [2] عدم مساعدت آلہ کے سبب ، مساعدت ، موافقت ، آلہ ، تکلم و تلفظ کا آلہ یعنی زبان ، مطلب یہ ہے کہ زبان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ یک بارگی سے بلا ترتیب الفاظ قرآن مجید کا تلفظ کر سکے [3] تلفظ حادث ہے یعنی قراءت (پڑھنا) حادث ہے ، چنانچہ ان کا قول ہے کہ مسموع ، محفوظ در قلوب اور مکتوب در مصاحف قدیم ہے ، سننا ، حفظ کرنا اور کتابت حادث ہے۔

[4] یعنی متعارض دلیلوں کے جمع کرنے کے لئے۔

چوتھا مقدمہ[1] یعنی جو ممکن ہے وہ بحکم آیت کریمہ ان اللہ علی کل شئی قدیر تحت قدرت داخل ہے، اقول متکلمین کے مذہب کی رو سے یہ مقدمہ صحیح نہیں اس لئے کہ صفات باری تعالیٰ بھی منجملہ ممکنات ہیں شرح عقائد نسفی میں منصوص ہے واما فی نفسہا فھی ممکنۃ[2] اور صفات باری تعالیٰ تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ورنہ ان کا حدوث لازم آئے گا اور یہ نہ صرف بداہۃً بلکہ متعدد نصوص سے بھی مردود ہے باخبر حضرات سے مخفی نہیں۔ یہ ہے مستدلین مخالفین کے مقدمات کی حقیقت جنکا تار و پود بیت عنکبوت کی طرح بکھر گیا۔

---

[1] چوتھا مقدمہ تیسرے مقدمہ کو حضرت محقق دوراں دامت برکاتہم زیر بحث نہیں لائے اس لئے کہ وہ جائز تھا وہ یہ کہ حادث ممکن بالذات ہے اور یہ محل انکار نہیں البتہ چوتھا مقدمہ مخدوش تھا اس لئے آپ اسے زیر بحث لائے ہیں وہ یہ کہ ہر ممکن مقدور ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ[2] حضرت محقق دوراں دامت برکاتہم نے جو شرح عقائد کے حوالے سے فرمایا ہے کہ صفات باری تعالیٰ ممکنات ہیں، یہاں شبہ پیدا ہوا کہ جب صفات باری فی نفسہا ممکن ٹھہریں تو قدیم نہ رہیں بلکہ ان کا قدیم ہونا محال ہوگیا۔ پھر ذات قدیم جل مجدہ کی صفت کیسے قرار پائیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن جب ذات قدیم سے قائم اور اس کے لئے واجب اور اس سے غیر منفصل ہو تو اس کا قدیم ہونا محال نہیں، چنانچہ شرح عقائد ہی میں فرماتے ہیں،

ولا استحالۃ فی قدم الممکن اذا	ترجمہ: اور ممکن کے قدیم ہونے میں کوئی
کان قائما بذات القدیم	استحالہ نہیں جب کہ وہ ذات قدیم سے قائم
واجبا لہ غیر منفصل عنہ	اور اس کے لئے واجب اور اس سے غیر
(شرح عقائد ص۲۲ مصری)	منفصل ہو۔

مطلب یہ کہ ممکن کا قدیم ہونا اس وقت محال ہے جب وہ واجب سے بالاختیار صادر ہو مگر صفات الٰہیہ حقیقت میں اختیاری نہیں ہیں کیونکہ جو چیز اختیاری ہوتی ہے وہ مسبوق بالقصد (باقی ص۳۶ پر)

امر دوم کا اثبات

یعنی اگر جمیع مقدمات تسلیم بھی کر لیے جائیں تب بھی مستدلین کی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ کذب باری تعالیٰ ممکن ہے، اور نتیجہ یہ نکلا کہ کلام لفظی مقدور و مخلوق ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ کلام لفظی خود ممکن ہے اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ امکان شیٔ کو امکان صفت شیٔ لازم نہیں آتا بلکہ جائز ہے کہ شے بنفسہ ممکن ہو اور اس کی صفت ممتنع ہو جیسے کل کی انقصیت اور جزو کی اعظمیت ممتنع ہے اور جز و کل خود ممکن ہیں لے۔

امر سوم کا اثبات

یعنی اگر کلام لفظی میں کذب کا امکان تسلیم کر لیا جائے تو کلام نفسی میں بھی کذب ماننا پڑے گا، جیسا کہ بالتفصیل بیان ہوا ہے ۲ے

(باقی حدث سے آگے) والارادہ ہوتی ہے اور جو مسبوق بالقصد والارادہ ہو وہ حادث ہے اور خدا تعالیٰ محل حوادث ہونے سے پاک ہے لہذا صفات باری حدوث سے پاک ہیں بلکہ صفات کی نسبت واجب تعالیٰ کی طرف ایسے ہے جیسے لازم کی نسبت ملزوم کی طرف، علی سبیل الایجاب لا علی سبیل الاختیار اور جس کا صدور واجب سے ایجاب کے طور پر ہو وہ قدیم ہے لہذا صفات باری تعالیٰ ممکنہ فی نفسہا ہوتے ہوئے بھی قدیم ہیں۔ اس لئے حضرت محقق دوران کی تقریر ہر طرح کے اعتراض سے مبرا ہے۔

ے کیونکہ صفات باری کے حدوث سے خدا تعالیٰ کا محل حوادث ہونا لازم آتا حالانکہ یہ لازم باطل فالملزوم مثلہ۔

لے یعنی کل من حیث الکل کا اپنے جزو سے انقص ہونا اور جزو من حیث الجزو کا اپنے کل سے اعظم ہونا محال ہے، حالانکہ کل اور جزو اپنی اپنی جگہ ممکن ہیں مگر ان کی صفات مذکورہ محال اسی طرح صفات باری تعالیٰ کا بھی ممکن ہونے کے باوجود مقدور ہونا محال ہے

۲ے کہ کلام نفسی مدلول و معنی ہے اور صدق و کذب حقیقتاً معنی و مدلول کی وصف، ہے عبارت کی صفت نہیں ہے۔

مخالفین کے ایک اور اعتراض کا جواب

علماء وہابیہ اس مقام ایک اور مغالطہ بھی دیا کرتے ہیں اور جہلاء کے بہکانے کو کہا کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر نہیں کہ دوزخیوں کو جنت میں اور جنتیوں کو دوزخ میں ڈالدے اس کا جواب یہ ہے کہ نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا یا بالعکس اس میں ہمارا کلام نہیں لہ ہمارا کلام تو اس میں ہے کہ آیا اس کے خلاف خبر دینے پر بھی قادر ہے یا نہیں ۔ علماء وہابیہ میں اتنی بھی لیاقت نہیں کہ وہ حکایت اور محکی عنہ کے فرق کو سمجھ سکیں جیسا کہ خلف وعد اور خلف وعید میں فرق نہ کیا اور دونوں کو ایک ہی سمجھ کر اپنے ایمان کو خراب کیا اسی طرح یہاں بھی فرق کو سمجھنے سے قاصر رہے حضرات ! ہمارا کلام ہے حکایت میں اور یہ محکی عنہ ہے نہ حکایت ۔

خدا کا جنتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو جنت میں بھیجنا محال ہے !

لہ ہمارا کلام نہیں الخ حضرت محقق دوراں دامت برکاتہم نے بخوف طوالت ابات پر روشنی ڈالنے سے پرہیز فرمائی ہے کہ آیا خدا تعالیٰ یہ کر بھی سکتا ہے کہ جنتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو جنت میں بھیج دے راقم الحروف عرض پرداز ہے کہ خدا تعالیٰ کا جنتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو جنت میں بھیجنا بھی محال ہے چنانچہ ہمارے آئمہ ماتریدیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک مومن مطیع کو دوزخ اور کافر کو معاف کر کے جنت میں بھیجنا محال ہے نہ صرف شرعی بلکہ عقلی چنانچہ مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں ، امتناع تعذیب الطائع کما ھو مذھبنا ومذھب المعتزلۃ فانہ نقص یستحیل علیہ تعالیٰ رصدا مجتبائی) یعنی مومن فرمانبردار کو عذاب (دوزخ) دینا ممتنع ہے جیسا کہ ہمارا اور معتزلہ کا مذہب ہے، اس لئے کہ یہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے، کشف المبہم میں ہے کما ھو مذھبنا ای الحنفیۃ رص ۶۷) کہ یہ حنفیوں کا مذہب ہے مگر یاد رہے کہ احناف اور معتزلہ اگرچہ اس مسئلہ میں متفق ہیں مگر اسباب و علل میں مختلف ہیں معتزلہ کے نزدیک تو اس لئے محال ہے کہ وہ مطیع کو ثواب دینا اور نافرمان کو عذاب دینا

جب لفظ ممتنع یا محال مطلق ہو اس سے ذاتی مراد ہوتا ہے

اس کے علاوہ ایک اور بھی مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ عبارات علماء مفسرین و متکلمین وغیرہم میں جہاں جہاں لفظ امتناع یا استحالہ آیا ہے، وہاں امتناع سے مراد امتناع بالغیر اور محال سے محال بالغیر ہے جو کہ امکان بالذات کے منافی نہیں۔ اس کا جواب اولاً تو یہ ہے کہ جس وقت لفظ استحالہ اور امتناع مطلق واقع ہوتے ہیں تو ان سے فرد کامل ہی مراد ہوتا ہے یعنی محال بالذات اور ممتنع بالذات جیسا کہ کبھی امکان اور وجوب کو مطلق استعمال کیا جائے تو ان سے بھی امکان بالذات اور وجوب بالذات مراد ہوگا، کما لایخفی علی الماہر[1]

دوسرے یہ کہ عبارات مستشہدہ[2] میں فقط لفظ امتناع اور استحالہ پر ہی بس نہیں کیا گیا کہ عذر مذکور کی گنجائش رہتی بلکہ لایجوز ولا یحتمل ولا یتطرق[3] وغیرہا الفاظ استعمال کیے گئے ہیں تیسرے یہ کہ یہاں بلا ضرورت حقیقت سے مجاز کی طرف عدول ہوتا ہے اور یہ صریح البطلان ہے[4]

اللہ پر واجب ٹھہراتے ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک اس لئے کہ کذب لازم آتا ہے وہابی صاحبان چونکہ پہلے سے کذب ہی کو جائز مانے بیٹھے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ یہ بالاتفاق محال بالذات ہے اس لئے خدا کے لئے جنتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو جنت میں بھیجنے کا قول کرنا ان کے لئے اس سے زیادہ آسان ہے۔

) آیئے امام ابن ہمام رضی اللہ عنہ سے بھی سنتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، وعندنا معشر الحنفیۃ لایجوز ای عقلا (مسامرہ شرح مسایرہ ج (۲)، صفحہ ۶۱/۶۲) کہ ہم حنفیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ کا جنتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو جنت میں بھیجنا محال عقلی ہے اسی کے صد ۶۲ پر امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی رضی اللہ عنہ کا قول صریح نقل فرماتے ہیں، ان العفو عن الکفر لایجوز عقلا کہ کفر سے درگزر کر کے کافر کو جنت میں بھیجنا محال عقلی ہے جب یہ محال ہوا تو اس سے وہابیوں کا امکان کذب بھی مدفوع و مردود ہوگیا، اور دوسرا مغالطہ تو محقق دوراں دامت برکاتہم پہلے سے ہی بند فرما چکے ہیں۔ فللہ الحمد۔

[1] کہ المطلق اذا اطلق فالمراد بہ الفرد الکامل، یعنی مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے امتناع و استحالے کا فرد کامل ممتنع و محال ذاتی ہی ہے

ایک شبہ اور اس کا حل

جو لوگ[1] کلام لفظی میں کذب کے قائل ہیں حقیقتاً انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ چونکہ کلام لفظی خدا کی ذات کیساتھ قائم نہیں لہٰذا اس کا کذب بھی اس کی طرف منسوب نہ ہوگا اور اس کی تنزیہ میں فرق نہ آئے گا، لیکن یہ محض خیال اور باطل خیال ہے اول تو اس لئے کہ کلام لفظی کلام نفسی کا مدلول ہے جب کذب کلام لفظی میں مان لیا تو کلام نفسی میں بھی ضرور ماننا پڑے گا، ورنہ ما بالعرض کا تحقق بدون ما بالذات کے لازم آئے گا، وہو ظاہر البطلان[2]

امکان کذب کے رد میں عجیب مثال

اس کی مثال اس طرح سمجھیے کہ ایک جعلساز نے جھوٹی دستاویز بنائی زبان سے کچھ نہ کہا بلکہ

(صہ سے آگے) [2] مستشہد، بصیغہ اسم مفعول از استشہاد یعنی استدلال

[3] ممکن نہیں محتمل نہیں اور راہ نہیں پاتا[4] یعنی لفظ ممتنع ومحال، محال ذاتی میں حقیقت اور محال بالغیر میں مجاز ہے تو اس سے بلا ضرورت وبے قرینہ محال بالغیر کے مجازی معنی میں لینا جائز نہیں اور اصول کی کھلی خلاف ورزی ہے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ جب کوئی لفظ استعمال ہو تو اسے اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا ضروری ہے اور جب اسے حقیقی معنی پر محمول کرنا ممکن نہ ہو جب مجازی پر محمول کیا جائے گا، توضیح تویح میں ہے۔ انہ اذا استعمل اللفظ یجب ان یحمل علی المعنی الحقیقی فاذا لم یمکن فعلی المجازی (توضیح تویح کلاں ج ا صہ ۱۲۹)

کہ جب کوئی لفظ استعمال ہو تو اسے حقیقی معنی پر محمول کرنا واجب ہے اگر وہ ممکن نہ ہو تو پھر مجازی پر محمول کیا جائے، لہٰذا علی الاطلاق محال وممتنع ذاتی ہی ہوں گے۔

[1] رشید احمد گنگوہی اور اس کے اذناب۔

[2] یعنی جس طرح ما بالعرض ما بالذات کو لازم ہے اسی طرح کلام لفظی کا کذب کلام نفسی کو لازم ہے یعنی کلام لفظی کے کذب سے کلام نفسی کا کذب لازم آتا ہے حالانکہ عند الخصم بھی لازم باطل ہے فالملزوم مثلہ، لہٰذا امکان کذب باطل ہوگیا۔

کاغذ پر حروف و نقوش ہی بنائے یہ نقوش اس کی ذات کیساتھ قائم نہیں بلکہ ان کا تعلق
کاغذ ہی سے ہے لیکن پھر بھی اس دستاویز کے کذب کو اس جعلساز کی طرف منسوب کر کے اسی
کو مجرم قرار دیا جائے گا۔ پس معلوم ہوا کہ کلام لفظی کا کذب بھی ضرور خدا تعالیٰ کی طرف منسوب
ہوگا۔ "وہذا محال"۔ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ کلام لفظی کا کذب اس کی طرف منسوب نہ ہوگا تو لازم
آئے گا کہ اس کا صدق بھی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہ ہو۔ اس لئے کہ علت مشترکہ ہے اور جب صدق
بھی ذات باری کی طرف منسوب نہ ہوا تو پھر آیات مسطورہ الذیل کے کیا معنی ہوں گے؟
قال تعالیٰ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ٥ (ترجمہ) اور کون زیادہ اچھا ہے اللہ تعالیٰ
سے از روئے قول وقولہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ٥ اور کون زیادہ سچا
ہے اللہ تعالیٰ سے از روئے کلام کے۔ وقولہ تعالیٰ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صِدْقًا
وَّعَدْلًا ٥ اور تمام ہو گیا تیرے رب کا کلمہ از روئے صدق اور عدل کے، ان آیات میں قول و
حدیث سے مراد کلام لفظی ہے چنانچہ مفسرین نے اس کی تفصیل کی ہے تفسیر کبیر وغیرہ میں ملاحظہ
ہو تو اس تقریر پر لازم آئے گا کہ کلام لفظی حقیقتاً کلام ہی نہ ہو اور اس کا منکر کافر قرار نہ دیا
جائے، غرض اس سبب سے مفاسد لاتحصیٰ لازم آتے ہیں کما لا یخفی علی الذکی۔

ایک لچر اور لوچ دلیل کی تردید

یہاں ایک بات اور یاد آگئی۔ مناظرین وہابیہ دیوبندیہ اس مسئلہ میں جب بالکل عاجز ہو جاتے ہیں تو یہ بھی
کہا کرتے ہیں کہ اگر کذب تحت قدرت باری تعالیٰ داخل نہیں ہے تو یہ اکثر مخلوق جو شب و روز ہزاروں
جھوٹ بولتی ہے تو کیا یہ اور اس کا کذب قدرت الٰہی سے باہر ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس

وہابیوں دیوبندیوں کے شیخ الہند کی افتراء پردازی اور کج فہمی [۲]

اور یوں کہتے ہیں کہ اگر مخلوق کا کذب اس کی قدرت سے باہر ہو تو (باقی ص۴۱ پر)

کذب کو تم نے تحت قدرت باری تعالیٰ ثابت کیا ہے ہمارا نزاع اس میں نہیں یہ تو مخلوق کا کذب اور مخلوق الٰہی ہے۔ اس پر صرف قدرت کیا معنی بلکہ وقوع ثابت وظاہر ہے ہمارا کلام تو کذب باری میں ہے کہ

(صفحہ ۴۱ سے آگے) پھر طاقت انسانی خدائی طاقت سے بڑھ گئی چنانچہ خصوصاً" اس مسئلہ میں وہابیوں، دیوبندیوں کے شیخ الہند جناب محمود الحسن صاحب دیوبندی کی افتراء پردازی اور کج فہمی کو بھی بے نقاب کرتے چلے جائیں وہ یہ کہ انہوں نے اپنی کتاب جہد المقل میں لکھا ہے کہ "جمیع افعال قبیحہ (تمام برے کام) مقدور باری تعالیٰ ہیں۔ (خدا کر سکتا ہے (جہد المقل ج (۲) صد ۸۳) معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ شانِ خداوندی میں نہایت بے باکی سے کیسی عظیم سوء ادبی کی گئی ہے، پھر غضب در غضب یہ کہ اسے اہلسنت کا مسلک ٹھہرا کر اہلسنت پر افتراء پردازی کا مظاہرہ کیا۔ دلیل یہی دی ہے کہ زید، عمر تو برے کام کر سکیں اور خدا سے نہ ہوں تو انسانی طاقت خدا کی طاقت سے بڑھ گئی ع بریں عقل ودانش بباید گریست

ع: خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

اور دوسری دلیل شرح عقائد کی عبارت "وعامة المعتزلة على انه لا يقدر على نفس مقدور العبد" ہے کہ عام معتزلیوں کا مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ مقدور عبد پر قادر نہیں۔ افسوس کہ وہابیوں کے شیخ الہند نے کسی سنی المسلک استاذ ماہر سے شرح عقائد پڑھ کر سمجھی ہوتی تو اس طرح کی غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوتا۔ بلکہ اس اکیلے کی ہی کیا بات ہے، تمام علماء دیوبند کی تعلیم ہی اول سے آخر تک غلط فہمیوں پر مبنی چلی آرہی ہے

قدرت کی دو قسمیں

شیخ الہند صاحب کو اساتذۂ دیوبند شرح عقائد پڑھاتے وقت یہ بھی نہ سمجھا سکے کہ قدرت کی دو قسمیں ہیں، تخلیق اور کسبی اول الذکر اللہ تعالیٰ اور ثانی الذکر بندے سے خاص ہے، ان اللہ علی کل شیئ قدیر میں قدرت تخلیق مراد ہے اس لئے خدا تعالیٰ خالق اور بندہ کاسب کہلاتا ہے چونکہ معتزلہ بندہ کو ہی اپنے افعال کا خود خالق مانتے ہیں (جیسا کہ شرح عقائد میں ہے لا کما زعمت المعتزلة ان العبد خالق لافعاله (صـ ۹۶) ایسا نہیں جیسا معتزلہ کا زعم ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اس لئے انہوں نے کہا کہ بندے کے مقدور پر خدا قادر نہیں ہے کہ وہ اس کے مقدور کی تخلیق کرے بلکہ بندہ خود ہی اپنے (باقی صد ۴۲ پر)

اللہ تعالیٰ بھی کذب جیسے کریہہ اور ناپاک عیب سے متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ یہاں لازم نہیں
آتا، پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ دعم نوالہ کا کذب کسی طریقہ سے ثابت نہیں ہو سکتا اور اس

(صلا سے آگے) مقدور کی تخلیق کرتا ہے مگر اس کے خلاف اہلسنت کا مسلک ہے کہ بندے کے مقدور پر
خدا کا قادر ہے یعنی اس کے مقدور کی وہی تخلیق فرماتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کسب کی رو سے
خدا تعالیٰ بندہ کے مقدور پر قادر ہے، یعنی بندہ جس کام کو کرتا ہے، وہ بندے کا مقدور ہے مکسوب کی
حیثیت سے اور خدا تعالیٰ کا مقدور ہے مخلوق کی حیثیت سے، چنانچہ علامہ فہامہ عصام الملۃ والدین ابراہیم
بن محمد اسفرائینی شرح شرح عقائد میں عبارت مذکور کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ونحن نقول
الموصوف بھذہ الصفات الکسب لا الخلق وکونہ مقدور اللہ تعالیٰ باعتبار
الخلق (شرح شرح عقائد للعلامۃ الاسفرائینی مصری ص ۶۵) یعنی ہم کہتے ہیں کہ ان صفات سے موصوف
کسب ہے خلق نہیں اور بندے کے مقدور کا خدا تعالیٰ کا مقدور ہونا خلق کے اعتبار سے ہے، غرضیکہ خدا کی
قدرت تخلیقی ہے اور بندے کی کسبی، یعنی بندہ جس مقدور (نیکی یا بدی) کا کسب کرتا ہے وہ تخلیق کی رو سے مقدور
باری ہے مگر خدا تعالیٰ اس کا کسب و اصدار نہیں فرماتا۔ بلکہ وہ اس سے پاک ہے، تو زید عمر و بکر کے جس جھوٹ
کی خدا تعالیٰ تخلیق فرماتا ہے وہ صفت خداوندی نہیں ہو سکتا، کیونکہ خدا کی صفات مخلوق نہیں ہیں، بلکہ اس
کذب وغیرہ کی زید وغیرہ کی طرف ہی نسبت کی جائے گی۔ کہ وہی اس کے کاسب و مصدر ہیں۔ مسلک
اہلسنت اس قدر بے داغ و بے غبار ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کو خالق افعال، موجد یا موقع کے معنی میں بھی نہیں
مانا بلکہ بندے کے حرکات و سکنات ہی کا خالق قرار دیا جاتا ہے جنکی مدد سے بندے کا فعل موجود ہوتا ہے
تاکہ بندے کے فعل کی نسبت کا شائبہ تک خدا کی طرف نہ ہونے پائے۔ شرح عقائد میں ہے اعنی ما
نشاھدہ من الحرکات و السکنات (ص ۵۶) یعنی خدا کے خالق افعال عباد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ
وہ بندے کی ان حرکات و سکنات کو پیدا کرتا ہے جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ وہ صاف فرماتے ہیں لم
نرد بالفعل المعنی المصدری الذی ھو الایجاد والایقاع (ص ۵۶)، کہ خلق فعل سے ہماری مراد
معنی مصدری یعنی ایجاد و ایقاع نہیں ہے (باقی صہ ۴۳ پر)

مسئلہ میں بقول مولوی عبدالشکور صاحب مدیر "النجم" مخالفین کے پاس ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی دلیل نہیں۔ نعوذ باللہ من ہذہ الشرور الی یوم النشور ربنا افتح بیننا وبین قومنا وانت خیر الفاتحین واہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم من النبین والصدیقین والشہداء والصالحین غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ۔ آمین ۔ یا ارحم الراحمین ٥

تبا لحبیر

(ص ۲۲ سے آگے) لیجیے پرستاران دیوبند اب تو اس بات کا اعتراف فرمائیں کہ ان کے اکابر شیوخت اور رشد کے مدعیان کا مبلغ علم شرح عقائد تک سے بھی ہیچ ہے پھر اگر وہ عقائد جیسے نازک مسائل پر خامہ فرسائی فرمانے لگیں تو انہیں قدم قدم پر ٹھوکریں کھانے سے کون بچائے ۔ اب ان سے پوچھیے کہ ایک مقدور کو خدا پیدا کرتا ہے اور بندہ اس کا کسب کرتا ہے ، قدرت میں کون زیادہ ہے خالق یا کاسب ؟!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

فقط

محمد غلام سرور قادری رضوی سعیدی

مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

حرفِ دُعا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین

اہلِ علم حضرات سے مخفی نہیں کہ سلف صالحین رب تعالیٰ کی شان تنزیہہ پر ہمیشہ سے متفق چلے آتے ہیں جن اہلِ بدعت نے رب تعالیٰ کی طرف کسی نقص کو منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی علماء حق نے دلائل قاہرہ کے ساتھ اس کا رد فرمایا اور اس طرح اہل سنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ محفوظ رہا۔

عصرِ حاضر میں ایک گمراہ فرقہ نے اہلِ سنّت وجماعت کے مسلک سے انحراف کرتے ہوئے امکان کذب باری تعالیٰ کا باطل نظریہ پیش کیا۔ انہوں نے بے بنیاد دلائل کا سہارا لیکر اس عقیدہ فاسدہ کو ثابت کرنے کی جراءت کی چونکہ اس سے ملّت اسلامیہ کے بنیادی نظریات کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا اور ملّت اسلامیہ کی وحدت انتشار کا شکار ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اس لئے حجۃ الاسلام غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور رسالہ تسبیح الرحمن عن الکذب والنقصان تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے مگر اس میں جو محققانہ انداز اختیار کیا گیا ہے اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور پڑھنے والا اپنے آپ کو علم وتحقیق کے بحرِ مواج کی آغوش میں پاتا ہے یہ رسالہ عرصہ سے نایاب ہو چکا تھا اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے حضرت علامہ مفتی محمد غلام سرور صاحب قادری، رضوی، سعیدی کو۔ جنہوں نے اس رسالہ کو تلاش کرنے کے بعد اس پر بہت عمدہ اور نفیس حاشیہ تحریر فرمایا۔ اس حاشیہ موسوم تنزیہہ الغفار عن تکذیب الاشرار" سے اصل متن کے مشکل مباحث کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گئی ہے انداز بیان شستہ اور انتہائی مہذّب ہے جناب محشی سلمہٗ ربہٗ کی یہ علمی قابلیت اور حسن بیان حضرت مصنّف دامت برکاتہم العالیہ کی تربیت اور روحانی توجہ کا نتیجہ ہے۔ امید ہے قارئین حضرات اسے پڑھکر علمی ذوق میں تازگی محسوس کریں گے اور مسئلہ امکان کذب کے بارے میں مخالفین کے تمام شبہات کا جواب شافی اس میں موجود پائیں گے۔ —— احقر العباد مشتاق احمد چشتی عفی عنہٗ (مدرسہ انوار العلوم ملتان)

قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی

ازقلم:- قاطع نجدیت مولانا حسن علی صاحب رضوی

قہر خداوندی میں دیوبندیوں کی رسوائے زمانہ دھماکہ نامی کتاب کا مدلل ومفصل پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب نے دیوبندیت کا ناطقہ بند کردیا ہے۔ ہر سُنی مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

آفسٹ کی کتابت، اعلیٰ طباعت، صفحات ۲۵۶، ہدیہ ۹ روپے

ناشر:- مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

پانچواں ایڈیشن

اکابرِ دیوبند کا تکفیری افسانہ

ازقلم
مولانا حسن علی رضوی

اکابرینِ دیوبند کی کفرسازفیکٹری کی تکفیری گولہ باری کا عبرت ناک نمونہ۔ پوری کتاب دیوبندیوں کی مستند کتابوں کے حوالہ جات سے مرتب کی گئی ہے۔ یہ کتاب بار بار چھپ کر نایاب ہوگئی اب احباب کے پرزور اصرار پر مکتبہ فریدیہ نے معیاری کتابت وطباعت کے ساتھ آراستہ کرکے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ھدیہ صرف ۳ روپے

ناشر:- مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

المعروف

ہند کے راجہ

سوانح
حضرت خواجہ
غریب نواز

از قلم
• علامہ مشتاق احمد نظامی ایڈیٹر پاسبان الہ آباد
• علامہ ارشد القادری (بریڈ فورڈ لندن)

یہ کتاب علامہ نظامی کی بالکل تازہ تالیف ہے جس میں سلطان الہند سیدی سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح حیات کے علاوہ مزارات پر قبہ بنانے چادر پوشی گل پاشی اہل اللہ کے تبرکات کی زیارت وغیرہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور علامہ ارشد القادری کے ایک مفصل مضمون نے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

بہترین کتابت، اعلیٰ طباعت، دورنگا خوبصورت ٹائیٹل۔ ہدیہ صرف چار روپے

ناشر: مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ۔ ساہیوال

انیس الارواح

ملفوظات
حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از قلم: خواجۂ خواجگان سلطان الہند سید معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بزبان فارسی

ترجمہ: پیر طریقت حضرت علامہ مفتی غلام سرور صاحب قادری مدظلہ العالی

سلیس اور رواں ترجمہ۔ تشنگان مئے معرفت کے لئے نادر و نایاب تحفہ

کتابت وطباعت عمدہ
ہدیہ ۵۰/۴ روپے صرف

ناشر: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ۔ ساہیوال

امام المتقین، رئیس الفقہاء، رہنمائے عشاق، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت

اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

امام نعت گویاں

اردو نعتیہ شاعری پر ایک قابل مطالعہ کتاب

ترتیب: حسان پاکستان سید اختر الحامدی مدظلہ

تقدیم: ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

اپنی نوعیت کی وہ واحد کتاب جس میں حسن تغزل، پاس شریعت، روزمرہ محاورات، ضرب الامثال، علم بدیع، تجنیس، تشبیہہ، استعارہ، تلمیح، علم بیان، ترصیع اور ایسے ہی دیگر فنی عنوانات کے تحت گفتگو کی گئی ہے۔

عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہی ہے صفحات تقریباً ۱۵۰

ناشر: مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ ساہیوال

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف

تحفۂ مومن

بشری الکئیب بلقاء الحبیب

کا سلیس اردو ترجمہ

مفتی غلام سرور صاحب قادری چشتی رضوی مدظلہ العالی نے احباب کے اصرار پر امام جلال الدین سیوطی کی اس کتاب کا اردو ترجمہ ہی نہیں بلکہ اس کے بعض پیچیدہ مقامات پر حاشیہ لگا کر کتاب کو آسان تر بنا دیا ہے۔

آفسٹ کی عمدہ طباعت — ہدیہ تین روپے صرف

ناشر: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

مکتبہ فریدیہ کی مطبوعات

کتاب	پیسے	روپے
قہرِ خداوندی	۰۰	۹
طمانچہ بجواب دھماکہ	۵۰	۴
الصوارم الہندیہ	۵۰	۷
آئینۂ حق	۵۰	۷
الشاہ احمد رضا	۵۰	۷
ہند کے راجہ	۰۰	۴
الحق المبین	۵۰	۳
التبشیر معہ تنویر برد التحذیر	۰۰	۵

کتاب	پیسے	روپے
کتابُ التراویح	۰۰	۲
تکفیری افسانہ	۰۰	۳
محمد رسول اللہ قرآن میں	۰۰	۳
منکرین رسالت کے مختلف گروہ	۵۰	۲
برقِ آسمانی	۵۰	۷
میلاد النبی	۰۰	۳
زلزلہ	۵۰	۷
الغرابُ الخبیث (دیسی کوّے کا شرعی حکم)	۰۰	۱

قابل مطالعہ علمی کتب

کتاب	پیسے	روپے
تفسیرِ نعیمی اوّل	۰۰	۳۶
دوم	۰۰	۳۶
شواہدُ النبوت	۰۰	۱۸
مدارج النبوت مکمل	۰۰	۸۱
احکام شریعت مکمل	۵۰	۱۰
خصائصِ کبریٰ	۰۰	۳۳
تاریخ الخلفاء	۰۰	۳۳
نزہۃ المجالس	۰۰	۶۰
جواہر البحار	۰۰	۲۷
بارہ تقریریں	۰۰	۱۵
دینِ مصطفٰے	۰۰	۲۱
تذکرہ اکابرِ اہلسنّت	۰۰	۳۰
مکتوبات امام ربانی مکمل	۰۰	۷۲
شرحُ الصدور	۰۰	۱۵
منہاج العابدین	۰۰	۱۵
ہمارا اسلام	۲۵	۱۱
مقیاس وہابیت	۰۰	۲۲
جاءالحق مکمل	۰۰	۳۳

کتاب	پیسے	روپے
تاریخ مشائخ چشت	۰۰	۳۳
جذبُ القلوب	۰۰	۱۵
اخبارُ الاخیار	۰۰	۲۴
حدائق بخشش کا تحقیقی اور ادبی جائزہ	۰۰	۳۶
شانِ حبیبُ الرحمٰن	۰۰	۹
ذکرِ جمیل	۰۰	۱۲
الذکرُ الحسین	۰۰	۶
خاکِ کربلا	۰۰	۱۵
مخزنِ اخلاق	۰۰	۲۱
باغی ہندوستان	۵۰	۱۳
الفاروق	۰۰	۱۵
علمُ القرآن	۰۰	۱۲
کیمیائے سعادت		۳۶
شہید ابن شہید	۰۰	۱۸
سنّتِ خیرُ الانام	۰۰	۹
تاریخ وہابیہ	۰۰	۱۵
کوثرُ الخیرات	۵۰	۱۶
اوراقِ غم	۰۰	۱۸

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

قابلِ مطالعہ کتب

باغی ہندوستان	۱۳-۵۰	ہمارا اسلام مکمل ۵ حصے مجلد	۱۱-۵۰
میلاد النبی	۳-۰۰	کشف المحجوب	۱۸-۰۰
التبشیر برد التحذیر	۲-۷۵	اوراقِ غم	۱۸-۰۰
آئینۂ حق	۷-۵۰	توضیح البیان	۷-۰۰
الحق المبین	۴-۰۰	ذکر بالجہر	۲-۲۵
الصوارم الہندیہ	۹-۰۰	حدائق بخشش	۷-۵۰
محمد رسول اللہ قرآن میں	۲-۰۰	انفاس العارفین	۲۰-۰۰
منکرینِ رسالت کے مختلف گروہ	۲-۰۰	تسکین الخواطر	۶-۰۰
پاسبان امام احمد رضا نمبر (زیرِ طبع)		رکن دین	۶-۰۰
مدارج النبوۃ مکمل دو جلد	۷۵-۰۰	احکامِ شریعت	۱۰-۵۰
سیف الجبار	۴-۵۰	کریما و نامِ حق	۲-۰۰
بادِ اعلیٰ حضرت	۲-۰۰	ختمِ نبوت	۶-۰۰
تاریخ نتاولیاں	۳-۰۰	رد القحط والوباء	۰-۹۰
النیرۃ الوضیۃ	۲-۰۰	جماعت اسلامی	۳-۰۰
الحجۃ الفائحہ	۰-۶۰	تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور	۱۸-۰۰
ایذان الاجر	۰-۷۵	آزادی کی ان کہی کہانی	۶-۵۰

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال